

جامعہ حقانیہ کاترجمان

# الحقانیہ

ساہیوال  
سرگودھا

مجلد

جلد ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ اپریل ۲۰۱۶ء ۶۰۴

بشرف

بمکۃ العصر حضرت اقدس محمد شفیع علی قیسوی مدظلہ  
عالیہ احتول التوقول حضرت مولانا محمد سعید الدہلوی مدظلہ  
رئیس المدین حضرت مولانا شیخ سلیم الرحمن مدظلہ  
فقیرت حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ  
عارف بالاحتول حضرت مفتی علی تھانی مدظلہ  
مقدم الملک حضرت مولانا محمد شمس الدین مدظلہ

بانی فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی قدس سرہ

ابن فقیہ الامۃ حضرت مولانا مفتی سید عبد الکریم مختلوی قدس سرہ  
سابق مفتی خانقاہ امدادیہ شریفہ تھانہ بھون

نگران: حضرت الاستاذ مولانا صالح محمد قریشی مدظلہ

مجلس مشاورت

ڈاکٹر قاری خلیل احمد تھانوی  
مولانا سید محمد عبداللہ ترمذی  
مولانا سید عبدالعظیم ترمذی  
مولانا سید عبدالملک ترمذی

مدیر اعلیٰ

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی  
مہتمم جامعہ ہذا



مدیر مسئول: عبدالناصر ترمذی

قیمت ۲۰ روپے / ذریعہ سالانہ ۲۰۰ روپے

ساہیوال ۰ سرگودھا

۰۲۸ ۶۷۸۶۰۰۲ / ۶۷۸۶۸۹۹

جامعہ حقانیہ

## فہرست

3	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ .. مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم
8	حضرت مولانا محمد ظفر اللہ صاحب مرحوم .. // // // //
13	درس حدیث .. حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ
17	ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ .. حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ تعالیٰ
19	اصلاحی مکاتیب .. فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ
27	تعزیتی مکتوب .. مولانا مفتی محمد طاہر مسعود مدظلہم
29	مکتوبات حضرت ترمذی قدس سرہ .. فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ
42	بزم اشرف کا گوہر .. ابو حماد قاری عبید اللہ ساجد زید مجہدہ
45	تواریخ وفات .. ڈاکٹر قاری خلیل احمد تھانوی مدظلہم
46	تعارف کتب .. ع-ن-ت
47	اخبار الجامعہ .. مولانا سجاد حسین زید مجہدہ

خط و کتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

web-www.alhaqqania.org

E-mail-alhaqqania@yahoo.com

048-6786002/6786899

پبلشر: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی پرنٹر: جناب محمد منیر صاحب فائٹر پرنٹنگ پریس سرگودھا

کمپوزر: جناب حافظ سید عبدالغفور صاحب ترمذی

نوٹ: رسالہ کے متعلق معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0301-4843429

رسالہ نہ ملنے کی صورت میں رابطہ نمبر: 0301-0331-6769897

کلمۃ الحق

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

## شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

مؤرخہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۸ فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات جامعہ خیر المدارس ملتان کے شیخ الحدیث مخدوم العلماء جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نشتر ہسپتال میں رحلت فرما گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ایک تبحر عالم دین اور معقول و منقول کے جامع تھے، اللہ تعالیٰ نے نظم و نسق کی بھی خوب مہارت آپ کو عطا فرمائی تھی، تدریس میں آپ نے تقریباً ستر سال گزارے ہر فن کی کتاب پڑھائی تمام علوم و فنون کی تدریس کے بعد بالآخر آپ جامعہ خیر المدارس جیسے ادارہ کی مسند صدارت اور عہدہ شیخ الحدیث پر فائز ہوئے، علم ظاہر کے ساتھ علم باطن اور روحانیت سے بھی پورے طور پر آپ بہرہ ور تھے، ان تمام کمالات کی نسبت آپ ہمیشہ اساتذہ کرام بالخصوص مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ کی طرف فرماتے تھے، آپ نے کسی بھی کمال کی نسبت کبھی اپنی طرف نہیں فرمائی۔ حق تعالیٰ نے آپ کو طویل عمر عطا فرمائی، آپ نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھا کر دین کی خوب خدمت کی، نظامت، تدریس اور خطابت کے علاوہ تصنیف و تالیف کے شعبہ میں بھی آپ نے گرانقدر خدمات سر انجام دیں، اللہ تعالیٰ آپ کی تمام خدمات کو قبول فرمائیں اور ان کو آپ کے لیے بہترین صدقہ جاریہ اور باقیات صالحات بنائیں۔

حضرت کا احقر کے والد ماجد حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہ سے بہت پرانا اور گہرا تعلق تھا، حضرت والد ماجد جامعہ خیر المدارس حضرت مخدوم العلماء مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں کثرت سے حاضر ہوتے تھے، وہاں دیگر حضرات کے علاوہ حضرت مولانا مرحوم سے ملاقات ہوتی، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحب

کی شفقت و عنایت دیکھ کر حضرت مولانا مرحوم بھی حضرت والد صاحب کی خوب قدر فرماتے اور اپنے بڑوں میں سمجھتے تھے۔ یہ تعلق خاطر آخر تک قائم رہا، حتیٰ کہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا جنازہ میں شرکت کے لیے ساہیوال بھی تشریف لائے اور پسماندگان سے تعزیت فرمائی۔

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم و مغفور کے بہت قدردان اور ان کی صلاحیتوں کے معترف تھے۔ حضرت علامہ محمد شریف کشمیری رحمہ اللہ کے بعد جب جامعہ خیر المدارس میں شیخ الحدیث اور صدر مدرس کے انتخاب کا مسئلہ آیا اور بعض حضرات نے اس کے لیے مطالبہ کیا تو شوریٰ کے اجلاس میں اس پر غور ہوا، وہ اجلاس حضرت والد ماجد کی صدارت میں ہو رہا تھا حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے آخر میں یہ درخواست حضرت والد صاحب کو دی کہ آپ اس پر مناسب جواب تحریر فرمادیں، حضرت نے درخواست پڑھ کر اس پر: طالب الولاية لا یولیٰ تحریر فرما کر دستخط کر دیے اور پھر سب حضرات نے اس کی تائید فرمائی اس کے بعد حضرت مولانا محمد صدیق صاحب کو شوریٰ کے اجلاس میں بلایا گیا، ان سے حضرت والد ماجد نے سوال کیا کہ آپ تدریس چاہتے ہیں یا نظامت؟ انہوں نے فرمایا کہ میں کسی منصب کا اہل نہیں ہوں، البتہ مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے حکم سے تدریس میں زیادہ انہماک رہا لیکن جو خدمت آپ میرے سپرد کریں گے میں اسی کو اپنی سعادت سمجھوں گا، اس پر سب حضرات نے متفقہ طور پر صدر مدرس کے عہدہ پر حضرت کو مقرر کر دیا۔

حضرت والد صاحب فرماتے تھے کہ مولانا محمد صدیق صاحب نے سب کتابیں پڑھائیں ہیں اور تدریجی مراحل سے گزر کر دورہ حدیث شریف تک پہنچے ہیں اس لیے صدارت تدریس کے عہدہ پر فائز ہونے کے لائق ہیں۔ چنانچہ اسی لیے ان کا تقرر کیا گیا جو ہر لحاظ سے صحیح و صواب تھا اور پھر آخر تک حضرت اس پر فائز رہے اور اس کا حق ادا فرمایا۔

شوریٰ کے اس اجلاس کی یہ کارروائی حضرت مولانا مرحوم نے اسی وقت احقر کو

خود سنائی تھی کہ آپ کے والد ماجد نے مجھے اجلاس میں بلوا کر مجھ سے یہ سوال کیا اور میں نے یہ جواب دیا پھر فرمایا کہ اب یہ حضرات جو فیصلہ فرمائیں گے مجھے منظور ہوگا، پھر شوریٰ کا متفقہ فیصلہ وہی ہوا جس کا ذکر سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔

ایک مرتبہ جامعہ حقانیہ میں ایک مدرس عالم کی ضرورت تھی، حضرت والد صاحب نے اس کے لیے حضرت کو لکھا، آپ نے جامعہ خیر المدارس کے ایک جید فاضل عالم کا تقرر فرمایا اور درج ذیل مکتوب بھی تحریر فرمایا:

مکرمی جناب مفتی صاحب زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
مولوی محمد عبداللہ صاحب سلمہ ربہ فاضل خیر المدارس کی تقرری کا علم ہو کر مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ عزیزم کو آپ کی خدمت و اطاعت کی توفیق عطا فرماویں اور خدمت دین کے لیے قبول فرمائیں۔ نیز عزیزم مکان کی خواہش رکھتے ہیں اگر ملحوظ خاطر ہو جائے تو مزید اطمینان ہوگا۔ آپ کی دعاؤں کا محتاج۔

محمد صدیق مدرس خیر المدارس ملتان

۲۷/ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

حضرت والد صاحب نے آپ کے مشورہ کے مطابق انہیں مکان کی سہولت دی اور وہ خوب دلجمعی سے تدریس کا کام کرتے رہے۔

احقرنا کارہ پر بھی آپ بڑی شفقت و عنایت فرماتے تھے، احقر حضرت والد ماجد کے ساتھ ملتان جامعہ میں حاضر ہوتا، سب حضرات سے ملاقات ہوتی حضرت مفتی عبدالستار صاحب، حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ اور دیگر اساتذہ کرام حضرت والد ماجد سے ملنے کے لیے قیام گاہ پر خود تشریف لاتے اور کافی دیر تک مجلس و گفتگو رہتی، حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ بھی بڑے اہتمام سے تشریف لا کر مجلس میں شرکت فرماتے اور ہمیں اپنی ملاقات و زیارت سے مستفید فرماتے، ان حضرات کے اس طرز عمل کا احقر پر شروع سے ہی بڑا اثر تھا، حضرت والد

صاحب کی وفات کے بعد احقر کو شوریٰ کارکن بنایا گیا تو احقر کے تعجب کی انتہاء نہ رہی کہ ان حضرات کے اس معمول میں اب بھی کوئی فرق نہ آیا، احقر کے ساتھ بھی وہی شفقت و عنایت کا سلسلہ جاری رکھا، احقر کو اس سے بڑی ندامت اور شرمندگی ہوتی تھی لیکن یہ ان حضرات کی انتہائی تواضع اور فروتنی تھی کہ چھوٹوں کے ساتھ بھی یہ سلوک فرماتے تھے، فللہ درہم و علی اللہ اجرہم۔

احقر بھی خیر المدارس حاضر ہوتے ہی کوشش کرتا کہ فوراً حضرت سے ملاقات کروں، دیکھتے ہی باغ باغ ہو جاتے اور ڈھیروں دعائیں دیتے جس سے سفر کی ساری تکان ختم ہو جاتی اور دل خوش ہو جاتا تھا۔

حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ اکابر کے مسلک و مشرب میں بڑے پختہ تھے اور اس سلسلہ میں کسی اشتباہ کے روادار نہ تھے ایک مرتبہ ایک مشہور عالم جامعہ خیر المدارس میں تشریف لائے، مسلک و مشرب کے اعتبار سے اکابر علماء کرام کو ان سے اختلاف تھا، حضرت مولانا مرحوم نے ان کا اکرام فرمایا اور ان سے ملاقات بھی کی، اس پر بعض حضرات نے جب اشکال کیا تو حضرت نے اس کی وضاحت میں تحریر فرمایا:

مکرمی جناب حضرت مولانا محمد ازہر صاحب (مدیر الخیر) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
گزشتہ روز حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مؤلف ”اکابر کا مسلک و مشرب“ جامعہ خیر المدارس میں تشریف لائے، اکرام ضیف کے طور پر بندہ ان سے انبساط سے ملا اور عطر کا ہدیہ بھی قبول کیا، اس سے بعض حضرات نے یہ تاثر لیا کہ بندہ نے ان کی مولفہ کتاب ”اکابر کا مسلک و مشرب“ کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس تاثر کو زائل کرنے کے لیے وضاحت کر رہا ہوں کہ ان کی مولفہ کتاب اہل سنت اکابر علماء دیوبند کے مسلک کے بالکل مطابق نہیں ہے، انہوں نے اس میں جتنی ترامیم کی ہیں اس کے باوجود مسلک کے مطابق نہیں، اس لیے میری طرف اس تائید کو منسوب نہ کیا جائے۔ بندہ محمد صدیق

۱۴۲۰ھ/۲۰۰۷ء (تحفظ عقائد اہل سنت ص ۶۸۴)

اسی طرح مجالس ذکر اور اجتماعی اعتکاف کا سلسلہ جب اپنے ہی بعض حضرات کی طرف سے شروع ہوا تو حضرت نے بلا خوف و لومۃ لائم اس پر مستقل ایک رسالہ تحریر فرما کر اس میں صحیح موقف کی ترجمانی کی اور مروجہ اجتماعی طریق اعتکاف اور مجالس ذکر کو بدعت قرار دیا، آپ کا یہ رسالہ جب احقر کی نظر سے گزرا اور احقر نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تو حضرت نے ازراہ عنایت اس پر اپنی رائے لکھنے کے لیے حکم فرمایا۔ احقر نے امتثال امر کے لیے اس پر چند سطور لکھ دیں حضرت نے آئندہ ایڈیشن میں ان کو بھی شائع فرمایا۔ اس بارہ میں حضرت والد ماجد بہت پہلے بڑی تفصیل سے فتویٰ تحریر فرما چکے تھے، حضرت کو جب اس کا علم ہوا تو بڑے خوش ہوئے اور فرمانے لگے اسے ضرور بھیج دو ہم اپنی تائید میں اسے بھی شائع کریں گے، چنانچہ دوسرے ایڈیشن میں حضرت والد ماجد کے اس فتویٰ کو بھی شامل اشاعت فرمایا۔ مدارس کے نصاب کے بارہ میں بھی اکابر کے طرز اور موقف پر ڈٹ گئے اور اس سلسلہ میں آپ نے وقیع مضامین تحریر فرمائے۔

احقر ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، عزیزان عبدالناصر و عبدالملک سلمہما بھی ساتھ تھے، ان کے لیے دعا کی درخواست پر فرمایا کہ عالم بننا ضروری نہیں نیک اور صالح و دیندار بننا ضروری ہے، احقر نے عرض کیا کہ ماشاء اللہ یہ دونوں عالم بھی ہیں، اس پر خوشی کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیں۔

دعا کے بارہ میں ایک مرتبہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری کے حوالہ سے فرمایا کہ اہل پنجاب کا عجیب عرف ہے کہ ان کے ہاں جب تک ہاتھ اٹھا کر دعا نہ کی جائے یہ دعا نہیں سمجھتے، حالانکہ دعا زبانی بھی ہو جاتی ہے۔

آپ کے جانے سے ایک قرن کا خاتمہ ہو گیا ہے، آپ اپنے اکابر کی صحیح روایات کے امین اور ان کے صحیح جانشین تھے، اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائیں اور آپ کے نیک و صالح فرزندان گرامی اور تلامذہ کو آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں، تمام علمی، تحریری و تدریسی خدمات کو قبول فرمائیں، آمین۔ ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ

## حضرت مولانا محمد ظفر اللہ صاحب مرحوم

وہ چل بے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی

احقر کئی دن سے ڈیرہ غازی خان وغیرہ کے سفر پر تھا، واپسی میں کوٹ ادو کے قریب پہنچے تو موبائل پر یہ دل دوز اطلاع ملی کہ جامعہ حقانیہ کے صدر مدرس برادر عزیز اور ہمارے دیرینہ رفیق مولانا محمد ظفر اللہ صاحب مرحوم انتقال کر گئے، خبر سنتے ہی انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کی، اس خبر سے جو اثر ہونا تھا وہ تو ہوا لیکن صبر کے سوا چارہ نہ تھا۔ حضرت مجذوب علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہے ۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

مرحوم مسلسل چھ ماہ سے سخت بیمار اور تقریباً چارہ ماہ سے صاحب فراش تھے، جگر کام کرنا چھوڑ چکا تھا، عرصہ سے شوگر اور ہپاٹائٹس بی کے مریض بھی تھے، علاج بڑی پابندی سے فیصل آباد اور لاہور کا ہوا درمیان میں کچھ افاقہ بھی ہوا لیکن ان کا وقت موعود آچلا تھا اس لیے کوئی علاج بھی کارگر نہ ہوا

اللہ تعالیٰ ان کی زلات، خطاؤں کو معاف فرمائیں اور ان کی کامل مغفرت فرمائیں، پس ماندگان کو صبر و اجر عطا فرمائیں، آمین۔

مرحوم آج سے تقریباً پچاس سال قبل ضلع جھنگ کی ایک بستی میں ۱۹۲۶ء میں جناب خان محمد کے گھر پیدا ہوئے، ان کے والد مرحوم بڑے دیندار نہایت سادہ وضع قطع کے آدمی تھے، انہوں نے اپنے اس بیٹے کو پہلے دینی اور پھر ابتدائی عصری تعلیم دلوائی۔ ۱۹۷۴ء میں جب ان کا انتقال ہوا تو مولانا محمد ظفر اللہ صاحب کی عمر صرف آٹھ سال تھی، والد کی وفات کے بعد ان کے بڑے بھائیوں اور مخلص احباب نے ان کی سرپرستی کی اور انہیں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے پہلے جامعہ حسینیہ اسلام پور تحصیل شورکوٹ بھیجا یہاں انہوں نے جامعہ خیر المدارس ملتان کے قدیم فاضل حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمہ



اللہ تعالیٰ سے فارسی اور صرف کی تعلیم حاصل کی، پھر جب وہ گڑھ موڑ فاروقیہ مسجد چلے گئے تو مولوی صاحب مرحوم بھی استاذ محترم کے ساتھ وہیں منتقل ہو گئے، اور دو سال یہاں ان سے پڑھا، پھر استاذ محترم دو سال کے لیے احمد پور سیال چلے گئے اور وہاں انہوں نے جامعہ شمسہ فخر المدارس میں تدریس کی مولوی صاحب مرحوم وہاں بھی ان کے ساتھ رہے، پھر ایک سال انہوں نے مدرسہ تعلیم الابرار اڈا درس میں پڑھایا، وہاں بھی ایک سال انہوں نے پڑھا غرضیکہ اپنے استاذ محترم کے ساتھ رہ کر تعلیم حاصل کرتے رہے، اور پھر جامعہ عثمانیہ شورکوٹ میں دو سال تک حضرت مولانا ظفر احمد قاسم، حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب حضرت مولانا عبدالرحمن ظفر صاحب مدظلہم سے موقوف علیہ تک تعلیم حاصل کی اور دورہ حدیث شریف ۱۹۸۷ء بمطابق ۱۴۰۷ھ میں جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔ بخاری شریف کے چند اسباق حضرت علامہ محمد شریف کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی پڑھے، باقی کتاب اور دیگر کتب حدیث وہاں کے معروف و مشہور اساتذہ کرام حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ اور مولانا منظور احمد صاحب مدظلہم وغیرہ سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔

فراغت کے بعد ایک سال اپنے ہی علاقہ میں جامعہ عربیہ سلطانیہ ہیڈسنگنائی میں تدریس کی، اس کے بعد شوال المکرم ۱۴۰۹ھ سے جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا میں ان کا تقرر ہوا اور پھر وہ یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ۱۲ سال تک حضرت والد ماجد قدس سرہ کی سرپرستی اور نگرانی میں نہ صرف یہ کہ تدریس کی بلکہ حضرت سے مختلف شعبوں میں مکمل راہنمائی اور تربیت بھی حاصل کی۔ بعض کتابیں بھی پڑھیں اور تخصص کی سند بھی لی۔

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ ان کی تدریسی اور تبلیغی صلاحیتوں سے بہت خوش تھے، انہوں نے بھی بڑی ترقی کی اور تدریجی مراحل طے کرتے ہوئے وہ بخاری شریف کی تدریس تک پہنچے۔ وہ نہایت کامیاب مدرس اور بڑے منجھے ہوئے مقرر و مبلغ تھے، ہر فن کی کتاب بلا تکلف پڑھانے پر قادر تھے اور سبق پڑھانے میں کبھی گھبراتے نہیں تھے، مشکل

سے مشکل سبق خندہ پیشانی سے قبول کر لیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے بہت سی صفات سے ان کو متصف فرمایا تھا، انتہائی خوش خلق، ملنسار اور متواضع تھے۔ بڑے سے بڑے مقام پر پہنچ کر بھی انہوں نے کبھی اپنے آپ کو نمایاں نہیں کیا، ان کا اپنے شاگردوں سے بھی دوستانہ برادرانہ ماحول تھا، اللہ تعالیٰ نے خاص صلاحیت یہ دی تھی کہ ان سے ایک مرتبہ ملنے والا ہمیشہ کے لیے ان کا دوست بن جاتا تھا۔

ساہیوال اور پورے علاقے سے جامعہ کے احباب متوسلین سب ہی ان سے رابطہ میں رہتے اور راہنمائی لیتے، علاقائی پروگراموں میں بھی اکثر احقر کے ساتھ رہتے اور ہر طرح سے میری راحت کا خیال رکھتے، جامعہ کے تمام امور میں بڑی محبت سے حصہ لیتے اور گھریلو معاملات میں بھی پوری پوری ہمدردی کرتے، پہلے دن سے ان کے ساتھ جو تعلق قائم ہوا انہوں نے اس کو آخر دم تک نبھایا۔ جامعہ، طلبہ، عوام و خواص کی ممکنہ حد تک خوب خدمت کی، اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہترین جزاء اور صلہ عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

مرحوم کو اپنے اساتذہ کرام اور اکابر سے بڑی محبت تھی، اپنے بڑوں کی بات بلاچوں و چرا تسلیم کرنا ان پر ختم تھا، جب ساہیوال جامعہ حقانیہ میں آئے تو سرگودھا ۱۸ بلاک میں دورہ تفسیر پڑھنے کی وجہ سے بعض عقائد میں ان کو کچھ تردد تھا لیکن جب حضرت والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس اور صحبت اختیار کی تو دل و جان سے ان کے گرویدہ ہوئے اور پھر ان کا تردد نہ صرف ختم ہوا بلکہ انہیں اکابر دیوبند کے تمام عقائد و نظریات پر کامل یقین اور جزم ہو گیا، پھر ساری عمر انہوں نے بلا شک و شبہ عقائد حقہ کی ترجمانی کی، ان کے بیانات سے بہت لوگوں کو نفع ہوا۔

حضرت والد ماجد رحمہ اللہ نے ان پر اعتماد اور ان کی خداداد قابلیت و صلاحیت کی وجہ سے انہیں فروکہ کی مرکزی جامع مسجد فاروق اعظم کا خطیب اور عید گاہ کا امام مقرر فرمایا، وہاں انہوں نے بیس سال جمعہ اور عیدین کا خطبہ دیا جس سے ہزاروں مسلمان مستفید

ہوئے، ان کی خطابت اور اخلاق پیار و محبت اور حسن سلوک سے وہاں لوگ ان کے گرویدہ ہو گئے جس کا کچھ مظاہرہ ان کے جنازہ میں وہاں کے حضرات کی بھرپور شرکت سے بھی ہو رہا تھا۔

مرحوم جب یہاں پر آئے پہلے سال کے اختتام پر گھر جانے کی بجائے شعبان رمضان المبارک کا قیام جامعہ میں ہی رکھا، یہاں کے معمولات اور ہر طرف تلاوت قرآن پاک کا ماحول دیکھ کر ان میں حفظ قرآن کریم کا جذبہ پیدا ہوا، چنانچہ انہوں نے اس وقت قرآن کریم کا حفظ شروع کر دیا، بارہ پارے باقاعدہ جامعہ میں اس وقت کے مدرس قاری عبد المجید صاحب سے پڑھے اور ان کے جانے کے بعد بقیہ اٹھارہ پارے سبقاً اس ناچیز سے حفظ کئے، تکمیل حفظ کی باقاعدہ تقریب ہوئی حضرت والد ماجد نے انہیں آخری سبق کہلایا اور بیان فرمایا اس وقت سب کو خوشی ہوئی لیکن ان کی خوشی دیدنی تھی، انہوں نے اس موقع پر اپنے تلامذہ اور خاص احباب کی دعوت کا بھی اہتمام کیا اور پھر جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو اس میں قرآن پاک انہوں نے تراویح میں بھی سنایا۔

اپنے اساتذہ کرام سے تعلق کا یہ عالم تھا کہ ہر سال سالانہ رخصت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے دعائیں لیتے، یہ معمول کئی سال تک رہا، جب اہل وعیال کے جھمیلوں میں پڑے تو اس میں فرق آگیا پھر کبھی کبھی ملاقات کے لیے جاتے تھے لیکن برابر ان کے لیے دعائیں کرتے اور ان کا تذکرہ ہمیشہ رہتا تھا، طلبہ کو بھی اپنے اکابر و اساتذہ کرام کے حالات سے مطلع رکھتے تھے، خود بھی اکابر کے حالات سننے اور پڑھنے میں دلچسپی لیتے تھے۔

دور حاضر میں جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں، مدارس و جامعات دین کی جو خدمات سرانجام دے رہے ہیں، ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن حقیقت یہی ہے کہ اچھے مدرس اور ذی استعداد تربیت یافتہ علماء معتد بہ تعداد میں تیار نہیں

ہو رہے، ضرورت پڑنے پر اس کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔

مولانا مرحوم ستائیس سال جم کرا یک ماحول میں رہے، حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کے بعد بھی انہوں نے بڑی استقامت کا مظاہرہ کیا، ثمرہ خیر کا مرض ان میں نہیں تھا۔ ستائیس سال میں ان کی استعداد اور صلاحیت صالحیت میں جو اضافہ ہوا وہ ان پر خاص اللہ تعالیٰ کا فضل تھا، اور ہمارے لیے بھی یہ بات باعث مسرت و لائق شکر تھی، اب ان کے جانے کے بعد ایسے مخلص دوست، بھائی اور رفیق کا ملنا بظاہر آسان نہیں، ولکن اللہ یفعل ما یشاء و هو علیٰ کل شیء قدير۔ حق تعالیٰ جلد اس خلا کو پر فرمادیں، آمین۔

مولانا مرحوم بیماری میں زیادہ تر جامعہ اور آخر میں اپنے گھر منتقل ہو گئے تھے، علاج کا سلسلہ برابر چلتا رہا اور رابطہ بھی رہا، احقر کی ان سے آخری مرتبہ گفتگو منگل کے روز برادر م وکرم جناب قاری شرافت اللہ صاحب مدظلہ نے موبائل پر کرائی، پھر احقر جمعرات کو سفر پر روانہ ہو گیا، ادھر مرحوم کی طبیعت جب زیادہ خراب ہوئی تو ان کے برادران جھنگ ہسپتال لے گئے، جہاں اتوار کی رات مورخہ ۵/مارچ ۲۰۱۶ء بمطابق ۲۶/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ کو ان کا وقت موعود آ گیا، احقر اس رات کوٹ ادو کے قریب محترم جناب ڈاکٹر عبدالشکور عظیم صاحب زید مجدہم کے ہاں سناواں میں تھا، صبح وہاں سے روانہ ہو کر ملہوانہ موڑ جنازہ اور تدفین میں شرکت کی، جنازہ میں علماء و طلبہ اور ان کے تلامذہ و احباب کا جم غفیر تھا، ساہیوال اور فروکہ کے حضرات بطور خاص شریک تھے، مرحوم نے بیوہ کے علاوہ اپنی اولاد میں تین بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہے، بچے ابھی خورد سال ہیں، اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں اور ان کو عالم باعمل بنا کر اپنے والد کا جانشین بنائے۔

آخر میں دل سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور ان کی خدمات کا ان کو بہترین صلہ عطا فرمائیں، پس ماندگان کو صبر و اجر سے نوازیں، آمین۔

۹/۷/۱۴۳۷ھ ۱۹/مارچ ۲۰۱۶ء

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

## درس حدیث

### اللہ کے حضور میں پیشی اور اعمال کی جانچ

عن عدی بن حاتم قال قال رسول اللہ ﷺ ما منکم من احد الا سیکلمہ ربہ لیس بینہ و بینہ ترجمان ولا حجاب یحجبه فی نظر ایمن منہ فلا یری الا ما قدم من عملہ وینظر اشاء منہ فلا یری الا ما قدم وینظر بین یدیه فلا یری الا النار تلقاء وجهہ فاتقوا النار ولو بشق تمرۃ۔

عدی بن حاتم سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (قیامت میں) تم میں سے ہر شخص سے اس کا پروردگار اس طرح بلا واسطہ اور دو بدو کلام فرمائے گا کہ نہ درمیان میں کوئی ترجمان ہوگا نہ کوئی پردہ حائل ہوگا (اس وقت بندہ کی یہ کیفیت ہوگی کہ وہ حیرت اور بے بسی سے ادھر ادھر دیکھے گا) پس جب نظر کرے گا اپنی دہنی جانب تو سوائے اپنے اعمال کے کچھ نہ دیکھے گا، اور ایسے ہی جب نظر کرے گا بائیں جانب تو سوائے اپنے اعمال کے کچھ اس کو نظر نہ آئے گا، اور جب سامنے نظر دوڑائے گا تو اپنے روبرو آگ ہی آگ دیکھے گا، پس اے لوگو! دوزخ کی آگ سے بچو اگرچہ خشک کھجور کے ایک خشک ٹکڑے ہی کے ذریعہ اس سے بچنے کی فکر کرو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ آتش دوزخ سے بچنے کے لیے صدقہ کرو، اور اگر کھجور کے ایک خشک ٹکڑے کے سوا تمہیں کچھ میسر نہ ہو تو راہ خدا میں وہی دے کر دوزخ سے بچنے کی فکر کرو۔  
فائدہ: قرآن مجید اور احادیث میں بھی جہاں جہاں قیامت کے حساب کتاب اور وہاں کے ہولناک مناظر کا اور دوزخ کے لرزہ خیز عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ اس لیے ہے کہ بندے اس سے خبردار ہو کر اپنے کو اس سے بچانے کی فکر کریں، اس حدیث میں تو آخر میں

صراحت کے ساتھ اس مقصد کو بھی بیان فرمادیا گیا ہے، لیکن جن حدیثوں میں اس مقصد کی تصریح نہ بھی کی گئی ہو ان کا مقصد بھی یہی سمجھنا چاہئے، اور اس سلسلہ کی تمام آیات واحادیث سے ہم کو یہی سبق لینا چاہئے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قالوا یا رسول اللہ هل نرى ربنا يوم القيامة؟ قال هل تضارون في رؤية الشمس في الظهيرة ليس في سحابة قالوا لا قال فهل تضارون في رؤية القمر ليل البدر ليس في سحابة قالوا لا قال فوالذي نفسي بيده لا تضارون في رؤية ربكم الا كما تضارون في رؤية احدهما قال فيلقى العبد فيقول اے فل الم اكرمك واسودك وازوجك واسخر لك الخيل والابل واذرك تراس وتربع فيقول بلى قال فيقول افظننت انك ملاقي فيقول فاني قد انساك كما نسيتني ثم يلقي الثاني فذكر مثله ثم يلقي الثالث فيقول له مثل ذلك فيقول يا رب آمنت بك وبكتابك وبرسولك وصليت وصمت وتصدقت ويثني بخير ما استطاع فيقول ههنا اذ اثم يقال الآن نبعث شاهدا عليك ويتفكر في نفسه من ذا الذي يشهد علي فيختم على فيه ويقال لفرخه انطقي فتنطق فخذ له ولحمه وعظامه بعمله وذلك ليعذر من نفسه وذلك المنافق وذلك الذي سخط الله عليه۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا قیامت کے دن ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: کیا دوپہر کے وقت میں آفتاب کے دیکھنے میں جبکہ وہ بدلی میں بھی نہ ہو تم میں کوئی کشمکش ہوتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں جبکہ وہ بدلی میں بھی نہ ہو تم میں کوئی کشمکش اور کوئی رد و کد ہوتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس

ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم جس طرح چاند اور سورج کو بلا کسی کشمکش اور بغیر کسی اختلاف اور نزاع کے دیکھتے ہو، اسی طرح قیامت میں اپنے پروردگار کو دیکھو گے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں جب اللہ تعالیٰ سے ایک بندے کا سامنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا اے فلا نے کیا میں نے دنیا میں تجھے عزت نہیں دی تھی؟ کیا تجھے تیری قوم میں سرداری نہیں دی تھی؟ کیا تجھے بیوی عطا نہیں کی تھی؟ اور کیا تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ (سوار یوں) کو مسخر نہیں کیا تھا؟ اور کیا میں نے تجھے چھوڑے نہیں رکھا تھا کہ تو ریاست اور سرداری کرے، اور مال غنیمت میں سے چوتھائی وصول کرے؟ وہ بندہ عرض کرے گا ہاں! اے پروردگار آپ نے یہ سب کچھ مجھے عطا فرمایا تھا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو کیا تجھے اس کا خیال اور گمان تھا کہ تو ایک دن میرے سامنے آئے گا؟ وہ عرض کرے گا میں یہ خیال نہیں کرتا تھا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھے اپنے رحم و کرم سے اسی طرح بھلاتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلائے رکھا تھا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دوسرے ایک بندے کا سامنا ہوگا اور اس سے بھی حق تعالیٰ اسی طرح فرمائے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ تیسرے ایک بندے سے ملے گا، اور اس سے بھی اس طرح ہی فرمائے گا، یہ بندہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار میں تجھے پر ایمان لایا، اور تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، اور میں نے نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے، اور صدقہ بھی ادا کیا (اور اس کے علاوہ بھی) وہ بندہ خوب اپنے اچھے کارنامے بیان کرے گا، جہاں تک بھی بیان کر سکے گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہاں ٹھہر! پھر اس سے کہا جائے گا کہ ہم ابھی تجھ پر ایک گواہ قائم کرتے ہیں اور وہ اپنے جی میں سوچے گا کہ وہ کون ہوگا جو مجھ پر گواہی دے گا، پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران کو حکم دیا جائے گا کہ بول تو اس کی ران اور اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ اس لیے کرے گا کہ اس کا عذر باقی نہ رہے اور یہ منافق ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔

## تشریح:

پوچھنے والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف اتنا پوچھا تھا کہ قیامت میں ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکیں گے؟ آپ نے چاند اور سورج کی مثال دے کر یہ سمجھا دینا چاہا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا اتنے واضح طریقہ پر ہوگا جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ ہوگی، نیز یہ بھی فرمایا کہ جس طرح چاند اور سورج کو مشرق و مغرب کے کروڑوں آدمی بیک وقت دیکھتے ہیں اور بالکل یکساں طور پر دیکھتے ہیں اور ان کے درمیان کوئی کشمکش نہیں ہوتی، اسی طرح قیامت میں سب اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھ سکیں گے، پھر مزید برآں آپ نے یہ بھی فرمادیا کہ بعض لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بڑی بڑی نعمتیں دے رکھی ہیں اور وہ اللہ کو بالکل بھولے ہوئے ہیں، اور آخرت کی پیشی سے بالکل بے فکر ہو گئے ہیں جب قیامت میں اللہ تعالیٰ سے ان کا سامنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان سے باز پرس کرے گا تو اس دن وہ کیسے لا جواب اور کیسے ذلیل و خوار ہوں گے اور ان میں سے جو دیدہ و راور بے حیا منافق اس وقت غلط بیانی کریں گے، اللہ تعالیٰ خود انہیں کے اعضاء سے اور انہیں کے گوشت اور انہیں کی ہڈیوں سے ان کے خلاف گواہی دلوں گے کہ ان پر حجت قائم فرمادیں گے اور اس طرح علی رؤس الاشهاد ان کے جھوٹ اور ان کی منافقت کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل سوال سے زائد یہ بیان سوال کرنے والے صحابہ کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے فرمایا کہ قیامت میں صرف اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہی نہ ہوگا بلکہ حق تعالیٰ نے جو نعمتیں جس کو دی ہیں اس وقت وہ ان کی بابت پوچھ گچھ بھی کرے گا (ثم لتسئلن يومئذ عن النعيم) اور جن لوگوں نے اللہ کے احکام سے بے پروا ہو کر اور آخرت کی پیشی سے بے فکر رہ کر ان نعمتوں کو دنیا میں استعمال کیا ہوگا، وہ اس دن روسیہ ہوں گے اور وہاں کسی کی مکاری اور عیاری بالکل پردہ پوشی نہ کر سکے گی۔

(معارف الحدیث)



مرسلہ: بندہ محمد صدیق عفا اللہ عنہ

## ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

جمع و ترتیب: حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہ

○ فرمایا اپنے کمالات کا معتقد ہونے میں تواضع کا خلاف نہیں بشرطیکہ کمالات کے معتقد ہونے کے وقت یہ احتمال رہے کہ ممکن ہے کہ اس کے ساتھ ہی مجھ میں کوئی ایسا نقصان اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو جس کی وجہ سے سب کمالات مردود ہو جائیں اسی طرح جس شخص میں بہت سے نقائص دیکھ رہا ہوں اس میں ممکن ہے کوئی ایسی خوبی اللہ تعالیٰ کو پسند ہو جو سب نقائص پر غالب آ جاوے اس کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کسی مرد کی دو عورتیں ہوں ایک ذرا بڑھیا ہے مگر وہ اپنے آپ کو زیور اور کپڑوں اور تیل مسی وغیرہ سے خوب آراستہ رکھے اور اسی مرد کی دوسری بیوی جوان ہو جو سادی اور میلے کپڑوں میں رہتی ہو مگر مرد کو وہ جوان ہی پسند ہوگی اور بڑھیا سے وہ تعلق نہ ہوگا کیونکہ اس میں ایک عیب ہے شیب کا جس نے سب ظاہری کمالات کو مٹا دیا اور جوان عورت کے پاس ایک کمال ہے شباب کا اس نے اس کے سب نقائص کو مٹا دیا۔ سو جس کی نظر شیب اور شباب پر ہوگی وہ دوسرے کمالات اور نقائص کو نظر انداز کر دے گا پس احتمال کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے کمالات کا اعتقاد خلاف تواضع نہیں اور تواضع کے لئے یہ ضروری نہیں کہ انسان اپنے کمالات کا معتقد نہ ہو مثلاً ایک شخص عالم ہے تو وہ اپنے آپ کو جاہل کیسے خیال کرے یہ تو خلاف واقع کا اعتقاد ہے انسان اس کا مکلف نہیں پس اپنے کمالات کا معتقد ہونا تو جائز مگر اپنی فضیلت کا معتقد ہونا جائز نہیں اور اگر اپنے آپ میں کوئی عیب معلوم نہ ہو جس کا استحضار کرے تو اتنا احتمال کافی ہے کہ ممکن ہے کہ میرے اندر کوئی عیب ہو جو مجھ کو معلوم نہیں اسی طرح جب دوسرے میں عیوب ہی عیوب نظر میں آویں تو یہ احتمال رکھے کہ ممکن ہے اس میں کوئی ایسی نیکی ہو جو مجھ کو

معلوم نہ ہو بس تو اضع کے لئے اتنا کافی ہے غرض اپنے کمالات کا معتقد ہو تو حرج نہیں اپنی فضیلت کا معتقد نہ بنے۔

○ ایک شخص نے دعا کی درخواست کی فرمایا مقاصد و قسم ہیں ایک غیر اختیاری جیسا بارش وہاں صرف دعا ہی کافی ہے اور ایک اختیاری جیسے زراعت تجارت وغیرہ یہاں دعا کا اثر یہ ہے کہ اس کی تدبیر میں برکت ہو جاتی ہے اس لئے تدبیر بھی کرنا چاہئے۔

○ فرمایا علماء کی فضیلت مکتسب نہیں من جانب اللہ ہے کسی کے مٹائے نہیں مٹ سکتی جیسا بعض بددین اس کی کوشش کرتے ہیں۔

○ فرمایا حضرت نبی کریم ﷺ میں مختلف شیون تھی اسی لئے آپ کے احکام مختلف ابواب کے ہیں چنانچہ ایک شان مشورہ کی بھی تھی حدیث الواحد شیطان والا ثنان شیطانان والثلاثة ركب او جماعة یہ بھی مشورہ کی شان سے ناشی ہے اس طرح پر یہ منسوخ نہ ہوگا۔

○ فرمایا جب حق تعالیٰ کے ساتھ صحیح تعلق ہو جاتا ہے تو اسکی طرف سے نصرت ضرور ہوتی ہے اور نصرت کا وہ معنی نہیں جو بندہ سمجھے بلکہ نصرت کبھی بہ شکل راحت ہوتی ہے کبھی بہ شکل مرض جیسے طبیب کا کام نصرت کرنا ہے مگر کبھی مسہل سے اور کبھی مفرحات سے کبھی آپریشن سے یہ سب نصرت ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس میں دل مشوش نہیں ہوتا اس میں سکون و رضا کی شان ہوتی ہے اور اس کا احساس بھی اس کو ہوتا ہے۔

○ فرمایا حدیث میں کچھ اطلاقات عوام کے محاورہ کے مطابق بھی ہیں الف حرف ولام حرف ومیم حرف کیونکہ عوام کلمہ کو یہی حرف ہی کہہ دیتے ہیں اس لئے ہر جگہ درسی اصطلاحات جاری نہ کرنا چاہئے جس پر شبہ ہو کہ الف تو مثلاً اسم ہے حرف نہیں ہے البتہ مسمیٰ اس کا بے شک حرف ہے مگر وہ حدیث میں مراد نہیں کیونکہ مقطعات میں وہ تو نہیں پڑھا جاتا۔

فقہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

## اصلاحی مکاتیب (آخری قسط)

حال: پچھلے دنوں بوجہ بیماری معمولات میں بہت گر بڑھوئی۔

ارشاد: بوجہ بیماری کے معمولات کا اجر ملتا رہتا ہے۔

حال: اب صحت کچھ ہو گئی ہے۔

ارشاد: الحمد للہ۔

حال: لیکن معمولات بحال نہیں ہو رہے۔

ارشاد: ہو جائیں گے ان شاء اللہ۔

حال: تہجد میں بھی بہت سستی ہو رہی ہے۔

ارشاد: کچھ فکر نہیں۔

حال: اب ارادہ ہے کہ پابندی سے شروع کروں۔

ارشاد: مبارک ہو۔

حال: تصور شیخ کا کیا حکم ہے خصوصاً نماز میں، میں قصد نماز میں تصور شیخ کرتا ہوں۔

ارشاد: تصور شیخ کے بارے میں ہمارے اکابر محتاط طریقہ اختیار کرتے ہیں عوام کو اس سے

احتراز کرنے کی ہدایت کرتے ہیں البتہ خواص صاحب فہم کو چند شرائط کے ساتھ اجازت دیتے

ہیں۔ بڑی شرط یہ ہے کہ شیخ کے عالم غیب ہونے اور سماع عن البعید کا عقیدہ نہ ہو اور یہ بھی

عقیدہ نہ ہو کہ ان کو میرے حالات کا علم ہے، صرف یہ تصور جمعیت خاطر اور یکسوئی کیلئے کرایا جاتا

تھا مقصود نہیں ذریعہ ہے جمعیت خاطر کا اور وسیلہ ہے توجہ الی اللہ کا، اگر کسی کو ان شرائط کے ساتھ

فائدہ ہوتا ہو تو اس کیلئے اجازت ہے مگر عوام چونکہ غلو کرنے لگے اور ان شرائط کے پابند نہیں رہتے

اس لئے حکماء امت نے اس سے منع کر دیا نہ اس لئے کہ یہ عمل فی نفسہ ناجائز ہے بلکہ اس سے

مفسد پیدا ہو گئے اس لئے سد الذریعہ روک دیا گیا اور عام طور سے منع کیا جاتا ہے لیکن خواص کو اپنی نگرانی میں شیخ اس کی تعلیم دے سکتا ہے یہ بات اس کی بصیرت پر ہے کہ کون شخص اس کا اہل ہے کون اہل نہیں اور کس کیلئے مفید ہے کس کیلئے مضر ہے، یہ تو نفس ”مسئلہ تصور شیخ“ کے بارہ میں عرض ہے، شیخ کی حیات اور وفات کے بعد ایک ہی حکم ہے اللہ تعالیٰ چاہیں تو ان کو حالات سے مطلع کر دیتے ہیں یہ سمجھنا ناجائز ہے کہ ان کو اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ البتہ نماز میں چونکہ اخلاص کی تعلیم ”کانک تراہ“ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے ارشاد فرما کر دی گئی ہے اس لئے اس میں خالص خدا تعالیٰ کی طرف توجہ ہونی اور اپنے قلب کو اس کی طرف متوجہ کرنا چاہئے نماز میں قصداً کسی دوسری طرف توجہ اور تصور اخلاص اور مقصد نماز و عبادت کے خلاف ہے، غالی صوفیوں کی ایسی ہی غلطیوں اور عبادات میں غیر اللہ کی آمیزش کرنے کی وجہ سے ہی اس عمل کو شرک قرار دیا گیا ہے، اس سے کلی اجتناب کی ضرورت ہے، نماز میں صرف خالصاً اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہونی چاہئے قصداً مرشد کا تصور ہرگز نہیں ہونا چاہئے خطرہ ہے کہ یہ شرک کی طرف متحرک ہو جائے اور اخلاص کے خلاف ہو نیکا تو شبہ ہی نہیں ہے آپ کا یہ قصداً تصور نماز میں بالکل ناجائز ہے۔

حال: ذکر کے وقت نیند کا غلبہ ہوتا ہے جس طرح تین ہزار مکمل کرتا ہوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کا پورا فائدہ نہیں کہ کبھی بیٹھ کر کبھی کمرہ میں چل پھر کر کرتا ہوں۔  
ارشاد: فائدہ سے خالی نہیں مگر بیٹھ کر کرنے سے زیادہ فائدہ ہے۔

حال: ایک مدرسہ کی انجمن نے احقر کو صدر بنالیا تھا جس کا میں بالکل اہل نہ تھا اور نہ ہوں مدرسہ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا سوائے دستخط کرنے کے، ایک دفعہ استعفیٰ دیا تھا لیکن منظور نہ ہوا اس حالت میں احقر کیا کرے۔

ارشاد: اگر حسن نیت سے اپنا مشورہ دیا جائے تو یہ بھی دین کی خدمت ہے ان شاء اللہ اس کا بھی ثواب ملے گا بقدر فرصت اس میں شریک رہیں۔

حال: کیا قرآن حدیث سے یہ ثابت ہے کہ کسی نیک اور صاحب کشف ہستی کو باقاعدہ

طور پر پیر بنایا جائے، جہاں تک علم دین کا تعلق ہے وہ تو بغیر مرید ہوئے بھی حاصل کر سکتے ہیں تو یہ مرشد کیوں بنایا جاتا ہے۔

ارشاد: طریقت یعنی سلوک و احسان یا تزکیہ نفس بھی شریعت مطہرہ کا ایک حصہ ہے یہ کوئی شریعت سے الگ نہیں ہے، قرآن کریم نے تزکیہ نفس پر بہت زور دیا ہے اور اسی شخص کو کامیاب قرار دیا جس کا تزکیہ یعنی امراض باطنہ سے نفس کو پاک کر لیا ہے چنانچہ ارشاد ہے، قد افلح من تزکی فی مقام آخر، قد افلح من زکھا وقد خاب من دساھا (پ ۳۰) قرآن کریم کی نصوص اور احادیث طیبہ بطور خاص حدیث جبریل سے واضح ہے کہ نفس کی اصلاح فرض ہے اس کی تعبیر طریقت تصوف یا سلوک و احسان سے کی جاتی ہے جس کا آسان عنوان تعمیر الظاہر والباطن ہے یعنی انسان کی ظاہری حالت بھی شریعت کے تابع ہو اور باطنی کیفیت بھی اس کے مطابق ہو، ظاہری باطنی رذائل سے انسان دور اور خصائل سے معمور ہو، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں ”ویزکیہم“ کو بطور خاص ذکر فرمایا ہے، عادتہ اللہ یہی ہے کہ جب تک کوئی مزی نہ ہو تو تزکیہ نہیں ہوتا اسی لئے علماء کرام اور مشائخ عظام کا یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ وہ اپنے نفس کے تزکیہ کیلئے کسی ماہر شریعت و طریقت عامل بالسنۃ کا انتخاب کرتے ہیں تاکہ ان کی ہدایت پر عمل پیرا ہو کر تزکیہ نفس کے مقصد کو حاصل کر لیا جائے ان سے اصلاحی تعلق قائم کر لیا جائے اور اطلاع و اتباع کے اصول پر کاربند ہو کر تزکیہ نفس جیسے عظیم مقصد کو حاصل کر لیا جائے چونکہ عام طور پر یہ مقصد کسی ماہر شیخ طریقت اور عارف کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے اس کے حصول میں ان کا انتخاب ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ان کی تعلیمات پر عمل کیا جائے باقاعدہ بیعت ہونا اس کیلئے کوئی شرط نہیں ہے لیکن اس سے برکت کی امید بہت زیادہ ہے اور یہ طریقہ سنت بھی ہے۔ شیخ کا صاحب کشف ہونا کوئی ضروری نہیں ہے اور نہ ہی کشف کوئی اختیاری چیز ہے اور یہ کوئی کمالات میں سے بھی نہیں ہے اصل چیز شریعت مطہرہ پر عمل اور اتباع سنت ہے۔ پھر چونکہ عادتہ ایک ہی شخص پر اعتماد سے فائدہ حاصل ہوتا ہے

اس لئے کسی ایک ہی شخص کو جس میں مذکورہ صفات ہوں شیخ بنانا چاہئے ہر ایک سے معلومات حاصل کرنا الگ چیز ہے لیکن اصلاح کیلئے یہ ضروری ہے کہ ایک ہی ہستی پر اعتماد کیا جائے۔

حال: مخدومی المکرم بندہ گناہوں کی نحوست کی وجہ سے بڑے بڑے عالی درباروں سے محروم رہا اور ایسا محروم دنیا میں شاید کوئی نہیں ہوگا۔ بندہ حضرت اقدس مولانا خیر محمد سے بیعت ہوا حضرت کے بعد حضرت اقدس مولانا سید شمس الحق صاحب افغانی سے بیعت ہوا حضرت افغانی کے بعد خط و کتابت حضرت اقدس مولائی مرشدی ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی کے ساتھ ہوتی رہی۔ لیکن یہ گنہگار جس جگہ پہلے دن تھا اسی جگہ پر کھڑا ہے یہ صرف میرا اپنا قصور ہے دریا کی فیاضی میں بالکل کمی نہ تھی اب آنجناب سے دست بستہ عرضی پیش کرتا ہوں بندہ پر امید ہے آنجناب کے در فیض سے محروم نہ ہوگا اور اپنے قدموں میں ضرور جگہ عنایت فرمائیں گے۔

حضرت اقدس مولانا خیر محمد کے ارشاد فرمائے ہوئے معمول یہ تھے: ۵۰۰ مرتبہ اللہ اللہ، ایک منزل مناجات مقبول اور تہجد کی پابندی اور ایک پارہ تلاوت قرآن پاک۔ حضرت اقدس افغانی کے معمولات تہجد کے بعد ذکر دوازدہ تسبیح اور عشاء کے بعد سورہ الم نشرح ۱۱ دفعہ، سورہ قدر ۱۱ دفعہ، اور مراقبہ۔ اور حضرت اقدس ڈاکٹر صاحب نے معمولات میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی۔

ارشاد: حضرات اکابر نے جو معمولات بتلائے ان پر پابندی سے عمل کرتے رہیں اور ”تبلیغ دین“ کا مطالعہ کرتے رہیں اور یہ دیکھتے رہیں کہ امراض قلب میں سے کونسا مرض پایا جاتا ہے جو مرض محسوس ہو اس کا علاج شروع کر دیا جائے اس طرح لگے رہیں ان شاء اللہ مقصود حاصل ہوگا، مقصود صرف احکام شرعیہ پر پابندی سے عمل کرنا اور معاصی سے اجتناب کرنا ہے اور اس کے سوا کچھ مقصود نہیں ہے، احکام شرعیہ میں ظاہری احکام بھی اور باطنی احکام بھی دونوں داخل ہیں اسی طرح معاصی میں ظاہری اور باطنی گناہ داخل ہے۔ نیز حضرت تھانوی کی تسہیل قصد السبیل کا بار بار مطالعہ کرتے رہیں باقی دعا ہر حال میں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔

حال: بندہ چونکہ بچوں کو قرآن مجید پڑھاتا ہے تو امر دلائل کے پڑھنے والے ہوتے ہیں ان کا سامنا ہونا ضروری ہے اس بارے میں ارشاد فرمادیں کیا تدبیر کی جائے۔

ارشاد: جہاں تک ہو سکے نگاہ نیچی رکھی جائے يغضوا من ابصارهم اور عقوبت آخرت کا استحضار کیا جائے، حضرت امام ابو حنیفہ، کا امام محمد کے ساتھ جو معاملہ رہا اس کو پیش نظر رکھا جائے کہ وہ ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے، البتہ کچھ دنوں مشقت پیش آئے گی پھر لذت آنے لگے گی، ہمت سے کام لیتے رہیں، کوتاہی ہو جائے تو استغفار کی کثرت سے تلافی کرتے رہیں پس یہی علاج ہے اور دعاء حفاظت وظیفہ ہے۔

حال: طبیعت میں غصہ بہت زیادہ ہے طلباء پر غصہ حد سے زیادہ آتا ہے تو پھر منہ سے ناشائستہ الفاظ بھی نکل جاتے ہیں اس کے بارے میں ارشاد عالی ہو۔

ارشاد: حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کا وعظ الغضب زیر مطالعہ رہے بار بار مطالعہ کرتے رہیں اور غصہ کے وقت زبان کو قابو میں رکھیں خواہ کتنا ہی تقاضہ ہو، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کی کثرت رکھیں کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں اور بیٹھے ہوں تو لیٹ جائیں اور یہ مراقبہ کریں کہ جس پر میں غصہ کر رہا ہوں مجھ کو اس پر اتنا اختیار نہیں جس قدر حق تعالیٰ کو مجھ پر اختیار ہے اور مجھ پر اس کا حق بھی بہت ہے اگر وہ میرے ساتھ ایسا معاملہ فرمائیں تو پھر میرا کیا حال ہو۔

حال: بندہ سے بعض اشد غلطیاں ہوئی ہیں جن کی وجہ سے دل سیاہ ہے معلوم ہوتا ہے کچھ ذکر اذکار کا اثر نہیں ہو رہا۔

ارشاد: اثر ضرور ہوتا ہے محسوس نہیں ہوتا کچھ عرصہ کے بعد محسوس بھی ہونے لگے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور اگر محسوس نہ بھی ہو تو بھی کچھ مضرت نہیں مقصود رضائے حق وہ اخلاص کی وجہ سے حاصل ہے۔

حال: نیکی کی طرف بالکل طبیعت ترقی نہیں کر رہی گناہوں کی طرف میلان اب بھی ہو جاتا ہے۔

ارشاد: کثرت استغفار اس کا علاج ہے میلان ہونا مضر نہیں اس پر عمل کرنا اور قصداً میلان مضر ہے اور جب ایسا ہو تو اس کا علاج بھی توبہ و استغفار ہے۔

حال: گناہ سے ہر دفعہ بہت گریہ زاری سے توبہ کرتا ہوں لیکن پھر ارتکاب ہو جاتا ہے۔  
ارشاد: پھر کیا حرج ہے کپڑا میلا ہوتا رہتا ہے پھر اس کو دھوتے رہتے ہیں جب گناہ ہو جائے توبہ کے صابن سے اس کو فوراً دھولیا جائے۔

حال: اب میں نے پختہ توبہ کی ہے توبہ کے الفاظ تلقین فرماویں تاکہ میں ان کو دھراتا رہوں۔  
ارشاد: استغفر اللہ ربی من کل ذنب اذنبته عمداً او خطأً سراً او علاناً و اتوب الیہ ومن الذنب الذی اعلم ومن الذنب الذی لا اعلم انک انت علام الغیوب و ستار العیوب و غفار الذنوب و لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتے رہا کریں اور استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحی القيوم کا بھی ورد رکھیں۔

حال: رذائل میں سے ایک رذیلہ حُبِ جاہ ہے کہ بندہ خواہش کرے کہ میں بڑا بنوں تو اب عرض یہ ہے کہ یہ بات بھی برداشت نہیں ہوتی کہ بے عزتی ہوتی رہے، عرض ہے کہ حب جاہ کا مطلب اور اس رذیلہ کا علاج تحریر فرمائیں۔

ارشاد: مطلب تو یہی ہے جو آپ نے لکھا ہے کہ اپنی بڑائی چاہی جائے، علاج اپنی حقیقت کو پیش نظر رکھنا ہے کہ انسان کا ہر کمال اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور یہ کان لم یکن شیئاً مذکوراً ہے، دل میں یہ مضمون بس جانا چاہئے کہ میری کچھ حقیقت نہیں ہے میں خود کسی عزت کا مستحق نہیں ہوں ہاں اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جو میری لوگوں کے دلوں میں عزت ہے۔  
حال: آج ۲۱ رمضان المبارک ہو گئی لیکن کوئی عمل بھی نہ ہو سکا۔

ارشاد: یہ نہ ہو سکنے کا احساس بھی ان شاء اللہ توفیق کر دے گا۔  
حال: حالت اعتکاف میں اگرچہ تعلیم کا مشغلہ جائز تو ہے لیکن بچوں پر سختی کرنی پڑتی ہے جس کی وجہ سے اصلاح باطنی جس کیلئے اعتکاف کیا جاتا ہے وہ حاصل نہیں ہوتی۔



ارشاد: جو سختی حد اعتدال میں ہو وہ توبہ کی اصلاح کیلئے ہے اپنی اصلاح کے خلاف نہیں بلکہ مفید ہے۔

حال: بندہ سالہا سال سے اعتکاف کرتا ہے لیکن اصلاح نہیں ہو رہی۔

ارشاد: اصلاح کا احساس نہیں ہو رہا اصلاح ہو رہی ہے۔

حال: اس لئے ارادہ کیا ہے کہ ان دنوں میں تعلیم کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔

ارشاد: نہیں جاری رہے۔

حال: شہوت سے جان نہیں چھوٹ رہی دعا کی درخواست ہے۔

ارشاد: جان چھوٹنا مطلوب نہیں اس کے تقاضہ پر عمل نہ کرنا مطلوب ہے۔

شہوت دنیا مثال گلخن است کہ از و حمام تقویٰ روشن تر است

اگر یہ کشمکش نہ رہے تو از دیا دثواب کیسے ہو، دل سے دعا کرتا ہوں۔

حال: بندہ سے توبہ پر استقلال نہیں ہوتا توبہ ٹوٹی رہتی ہے۔

ارشاد: ایں درگاہ مادر گاہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

حال: اور ناکامی کا ہی سامنا ہوتا ہے۔

ارشاد: توبہ کی توفیق ہو جانی یہ کامیابی ہے ناکامی نہیں ہے۔

حال: بندہ بدبختی میں اتنا مبتلا ہے کہ کوئی نیکی ہوتی نہیں اور بدکرداریاں ہوتی ہیں باوجودیکہ

یہ بات متحضر ہوتی ہے کہ یہ کام ناجائز ہے، خدا تعالیٰ کے دربار میں کیا جواب دہی ہوگی۔

ارشاد: اس استحضار کے ساتھ اس کی عقوبت کا استحضار اور پھر استغفار بھی ہونا ضروری اور مفید ہے۔

حال: ذکر کرتے وقت بعض دفعہ تولد محسوس ہوتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر بن

موسے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔

ارشاد: بڑی نعمت ہے مبارک ہو۔

حال: شاید توبہ میں کچھ کمی واقع ہوتی ہے جس کی وجہ سے استقامت علی التوبہ نصیب

نہیں ہو رہی۔

ارشاد: تو بہ ایسا علاج ہے جس کے بعد مایوسی کی کوئی راہ نہیں ہے جب معصیت ہو جائے تو تو بہ ہی اس کا صابن ہے۔ صد بار اگر تو بہ شکستی باز آ، بار بار تو بہ ٹوٹنے سے مایوسی نہیں ہونی چاہئے وہ کریم ذات ہے اس کی کریمی پر نظر ہونی چاہئے۔

حال: معمولات میں ناغہ بہت ہوئے اب پھر پابندی کی کوشش ہے۔

ارشاد: کوشش کا ہی بندہ مکلف ہے۔

حال: حضرت تھانوی کے مواعظ کا مطالعہ زیادہ مفید ہے یا تربیت السالک کا۔

ارشاد: مواعظ کا مطالعہ زیادہ کریں یہ زیادہ مفید ہے تربیت السالک منتهی کیلئے ہے۔

حال: نگاہ کی حفاظت کے بارہ میں عرض یہ کہ عورتوں سے تو میں بتوفیق ایزدی نگاہ کو بالکل نیچے کر لیتا ہوں لیکن بچوں کے ساتھ اختلاط بوجہ سلسلہ تعلیم قرآن ہوتا ہے تو اس میں ابتلاء ہو جاتا ہے اس مرض کا علاج اور اس کا طریق ارشاد ہو۔

ارشاد: آنکھ نیچی رکھنا ہی اس کا علاج ہے اور عقوبت کا استحضار بھی اور غلطی ہونے پر فوراً تو بہ واستغفار، اگر اس میں تمام عمر بھی گزر جائے تو محرومی نہیں ہے۔



## اطلاع

جامع المحاسن والفضائل، یادگار اسلاف حضرت مولانا عبید اللہ القاسمی رحمہ اللہ  
 یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ بروز جمعۃ المبارک کو انتقال فرما گئے ہیں، اناللہ  
 وانا الیہ راجعون۔ حق تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائیں اور  
 پسماندگان کو صبر و اجر عطا فرمائیں۔ حضرت والا رحمہ اللہ پر مضمون ان شاء  
 اللہ آئندہ شمارہ میں شامل اشاعت ہوگا۔ (ادارہ)

مولانا مفتی محمد طاہر مسعود مدظلہم

## حضرت مولانا محمد ظفر اللہ صاحب مرحوم کی وفات پر

### تعزیتی مکتوب

محترمی و مکرمی برادر معظم حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی شاہ صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے؟

آپ کے والد ماجد حضرت اقدس مفتی عبدالشکور ترمذی کے سانحہ ارتحال کے بعد آپ کو بہت سخت صدمات سہنے پڑے۔ ابھی حال ہی میں حضرت مولانا محمد ظفر اللہ صاحب رحمہ اللہ کی وفات کا صدمہ بالخصوص آپ کے لیے بہت زیادہ باعث رنج و غم ہے، کچھ عرصہ قبل آپ کے گویا دائیں بازو، جامعہ حقانیہ ساہیوال کے ناظم مولانا امام الدین رحمہ اللہ اچانک جدا ہو گئے، اب آپ کے بائیں بازو، آپ کے موجودہ دست راست اور سفر و حضر کے مخلص معاون و رفیق کایوں اچانک دنیا سے رخت سفر باندھ لینا انتہائی صدمہ اور دکھ کا باعث ہے۔

یقیناً یہ ہم سب کا صدمہ ہے، ہم سب کا مشترکہ نقصان ہے، لیکن جامعہ حقانیہ ساہیوال اور آنجناب کے لیے ایک غیر معمولی حادثہ ہے، وہ آپ کے مولنس، ہمدرد اور غمگسار تھے، جامعہ حقانیہ ساہیوال کی ترقی اور داخلی معاملات کی دیکھ بھال کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے، جامعہ حقانیہ ساہیوال کی خدمت کو انہوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہوا تھا۔

آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں وہ کیسی خوش طبیعت اور مخلصانہ اداؤں کے مالک تھے، اجنبیوں کو بھی اجنبیت محسوس نہیں ہونے دیتے تھے۔

مولانا مرحوم جب فیصل آباد الائیڈ ہسپتال میں زیر علاج تھے، بندہ اپنے ساتھیوں

کے ساتھ عیادت کے لیے گیا، تو مولانا مرحوم نے بہت زیادہ مسرت محسوس کی، ان کا چہرہ کھل گیا، چند لمحوں کے لیے وہ اپنی بیماری بھول گئے، یادوں کے دریچے کھل گئے۔  
بندہ نے نماز جنازہ میں شرکت کرنا تھی، لیکن اسی دن جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کا تیسرا سالانہ فضلاء اجتماع تھا، جس کی وجہ سے جنازہ میں شرکت سے محروم رہا، البتہ فضلاء اجتماع میں مولانا مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کروائی گئی۔

ان کی جدائی کا طبیعت پر بہر حال ایک اثر ہے۔ بقول غالب

جاتے ہوئے کہتے ہیں قیامت کو ملیں گے

کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

آپ سے بالمشافہ ملاقات میں بھی تعزیت کی تھی اور اس کے لیے بندہ مستقل طور پر بہت جلد ساہیوال بھی حاضر ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ، لیکن اپنا اور آپ کا غم ہلکا کرنے کے لیے تعزیت نامہ پیش خدمت کرنا ضروری سمجھا۔

بندہ اور جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کے تمام اساتذہ کرام اور طلبہ عظام اس شدید صدمہ اور دکھ کی گھڑی میں جامعہ حقانیہ ساہیوال اور آپ کے لیے دعا گو ہیں کہ حق تعالیٰ جامعہ حقانیہ ساہیوال اور آنجناب کو ترقیات ظاہرہ و باطنہ عطا فرمائے، آپ کو اور جملہ متعلقین اور لواحقین کو حوصلہ اور صبر جمیل نصیب فرمائے، حضرت مولانا محمد ظفر اللہ رحمہ اللہ کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے صدقات جاریہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین۔

اللهم لاتحر مناجره ولا تفتنابعده

والسلام محمد طاہر مسعود

خادم الحدیث والطلبہ، جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مرتبہ: سید عمیر شاہ بخاری

## مکتوبات حضرت ترمذی قدس سرہ (آخری قسط)

بنام قاری حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہ

ایک عرصہ سے خیال تھا کہ ماہنامہ ”الحقانیہ“ میں حضرت فقیہ العصر یادگار سلف حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ کے مکتوبات کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جائے چنانچہ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ کے شمارہ سے اس کا آغاز کیا جا رہا ہے اس میں سب سے پہلے ان مکاتیب کو شائع کیا جا رہا ہے جو حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص متوسل جناب قاری حافظ محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہ ہم کو تحریر فرمائے ہیں۔ ادارہ موصوف کا ممنون ہے کہ انہوں نے حضرت قدس سرہ کے مکتوبات کی نہ صرف نقل بلکہ اصل مکتوبات کی فوٹو کاپی بھی ارسال کی جزاء اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ قارئین سے التماس ہے کہ جن حضرات کے پاس حضرت کے خطوط ہوں وہ ادارہ کو بھجوادیں تاکہ ان کو بھی افادہ عام کے لیے شائع کر دیا جائے، شکریہ۔ (ادارہ)

مکتوب (۲۹)

عزیز مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج بخیر و عافیت ہوں گے۔ آپ کے خط سے مسرت ہوئی اور کتاب ”اکابر علماء دیوبند“ کو دیکھ کر دلی خوشی ہوئی ہے، اکابر سے میرے جیسے ناکارہ کو ملانا، میں کہاں اور وہ حضرات اکابر کا مقام و مرتبہ کہاں؟ بس آپ کی محبت ہے، ماشاء اللہ کتاب بہت عمدہ شائع ہو گئی ہے۔ مولانا مشرف علی صاحب سلمہ، مولانا وکیل احمد سلمہ نے بھی پسند کیا ہے۔ مولانا نجم الحسن صاحب تھانوی کا تذکرہ بھی خوب ہے۔ حضرت مولانا مالک کاندھلوی صاحب اس وقت لندن ہیں۔

برخوردار عبدالقدوس سلمہ نے بتلایا ہے۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ اور مولانا عبدالرحمن صاحب نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور الحمد للہ خیریت سے

ہیں اور لاہور ہی میں ہیں۔ دعا کرتا ہوں۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۸ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

مکتوب (۳۰)

عزیزم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، والد صاحب کی وفات کی خبر سے دلی صدمہ ہوا۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کے لیے مدرسہ میں کہہ دیا ہے، ان شاء اللہ مرحوم کے لیے ایصال ثواب کیا جائے گا، خصوصی دعائے مغفرت کر رہے ہیں، صبر کے لیے دعا ہے اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

باقی آپ کا ماشاء اللہ حضرات اکابر کے ساتھ تعلق و محبت اور قلبی لگاؤ ہے، علماء و مشائخ سے جو مضبوط محبت و مودت کا رشتہ ہے اس نسبت سے ان شاء اللہ تعالیٰ دل مضبوط اور مطمئن رہے گا، ان حضرات کے اکابر کے تذکروں اور واقعات میں دل کی مضبوطی اور ثبات کا بہت اثر ہے، ایسے واقعات زیادہ پڑھا کریں، میری طرف سے سب اعزہ کو سلام مسنون اور مضمون تعزیت پہنچے، باقی دل سے دعا کرتا ہوں، آپ سے بھی دعا کے لیے کہتا ہوں۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۸ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

مکتوب (۳۱)

عزیزم سلمہم اللہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی آپ کی تالیف لطیف ”تذکرہ اکابر علماء دیوبند“ پہنچی ہے، پہلے بھی نظر سے گزری ہے برخوردار مولوی عبدالقدوس سلمہ نے ادارہ اسلامیات لاہور سے لے لی تھی، ماشاء اللہ آپ نے اچھے سلیقے کے ساتھ اکابر علماء دیوبند کے حالات اور ان کے مختصر سوانح

حیات و خدمات کو دلنشین پیرایہ میں جمع کر دیا ہے اور ان کی علمی و دینی بعض خدمات کا بھی اچھے انداز میں تعارف کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں اور ناظرین کو زیادہ سے زیادہ اس سے مستفید فرمائیں، آمین۔

علماء دیوبند ایک ایسا عنوان ہے جس میں ہر اس عالم کا تذکرہ کیا جاسکتا ہے جو کہ اکثر اصولوں و عقائد کے اعتبار سے علماء دیوبند کے ساتھ متفق ہو، اگرچہ بعض اصول اور فروع میں اختلاف بھی رکھتا ہو، اس لیے اس میں بعض ایسے علماء کا تذکرہ جنہوں نے دیوبند میں تعلیم حاصل نہیں کی، یا اکابر علماء دیوبند سے بعض اصول و فروع میں اختلاف رکھتے ہیں اس کتاب کے عنوان سے غیر متعلق معلوم نہیں ہوتا لیکن دیوبندیت کی کسوٹی اور مدار کار وہی علماء ہیں جو مسلک دیوبند کے ساتھ تمام اصول و فروع میں کلیۃً متفق ہیں اور ہم سب کو صحیح مسلک اہل سنت والجماعت پر جس کی تصویر اس زمانہ میں دیوبندیت کی شکل میں ہمارے سامنے ہے اللہ تعالیٰ چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں، آمین۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۹ رذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ

مکتوب (۳۲)

عزیزم سید اکبر شاہ بخاری سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
آپ کا مفصل خط ملا، حالات خانگی سے طبیعت پر اثر ہوا، اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ کلی اطمینان نصیب فرمائیں، آمین۔ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کے حاکم و حکیم ہونے کا ہر وقت استحضار رکھنا اور عجز کی طرف توجہ رکھنا ایسے حوصلہ شکن اور صبر آزمایاں حالات میں بہت مفید ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر صبر و استقامت اور ہمت و حوصلہ کی توفیق عطا فرمائیں، آمین  
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

مکتوب (۳۳)

عزیزم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، جس میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری اور مولانا محمد شریف جالندھری مرحوم پر کچھ مضامین لکھنے کی فرمائش کی گئی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ ہمت کر کے کچھ لکھنے کی کوشش کروں گا۔ ”ذکر خیر و یاد شریف“ نام اچھا ہے مگر یاد کے لفظ کے بغیر اگر صرف ”ذکر خیر و شریف“ ہو جائے تو بھی ٹھیک ہے جیسے مناسب ہو کتاب کا نام رکھ لیا جائے، اور حالات سے مطلع کرتے رہیں۔ جب کتاب طبع ہو جائے گی تو خرید لی جائے گی، انتظار رہے گا۔ یہ کتاب آپ نے لکھا ہے کہ مولوی محمد حنیف سلمہ خود مکتبہ خیر المدارس ملتان سے ہی شائع کریں گے، یہ تو بہت ہی اچھا ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں۔

مولانا احترام الحق تھانوی سلمہ سے بھی آپ تقاضا کریں کہ وہ بھی ”تذکرہ خطیب الامت“ مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم پر طبع کرائیں، بہت تاخیر ہو گئی ہے، اس کاشت سے انتظار ہے، جو وہ جواب دیں مجھے مطلع کیا جائے، باقی مکرر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی طبیعت و صحت کے ساتھ سکون و اطمینان عطا فرمائیں، آمین۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

مکتوب (۳۴)

عزیز مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، مجھے سفر پیش آ گیا، ذرا تاخیر ہوئی۔ آپ کے نکاح کی تاریخ مقرر ہونے کی بہت خوشی ہوئی، مجھے اس کا بہت انتظار تھا، اللہ تعالیٰ آپ کو خوشیاں اور اطمینان نصیب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ یہاں کی پریشانیوں کو آپ کے لیے دارین میں راحت و سکون کا باعث بنائیں اور دنیوی و اخروی تمام نعمتوں سے اللہ تعالیٰ مالاً مال فرمائیں، آپ سے اللہ تعالیٰ



بہت کام لے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں عمر میں برکتیں و رحمتیں فرمائیں، آمین۔

سب اعزہ کی خدمت میں سلام مسنون پہنچے۔ فقط والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۰ جمادی الاول ۱۴۰۲ھ

مکتوب (۳۵)

عزیز مکرم! سید اکبر شاہ بخاری سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی نئی کتاب ”تحریک پاکستان اور علماء دیوبند“ موصول ہوئی، ماشاء اللہ آپ نے بہت محنت اور ہمت کی ہے یہ بڑی خدمت ہے ایسی عظیم الشان ضخیم اور تاریخی دستاویز کی عرصہ دراز سے انتظار تھی کہ کوئی صاحب اس موضوع پر شاندار کتاب لکھے، الحمد للہ یہ آپ کے مقدر میں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم کام آپ سے لیا ہے، دلی مسرت ہوئی ہے۔ دوسرے اہل قلم کے مضامین کے ساتھ مجھ ناکارہ کا مضمون بھی آپ نے کتاب میں شامل اشاعت کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی جزائے خیر عطا فرمائیں، آمین۔

دل سے دعا گو ہوں۔ والسلام سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

مکتوب (۳۶)

عزیزم حافظ سید محمد اکبر شاہ صاحب سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے کئی خطوط ملے ہیں، مگر ضعف و کمزوری اور صحت کی خرابی کی وجہ سے تاخیر پر تاخیر ہوتی رہی ہے، مضامین لکھنے پر طبیعت بالکل آمادہ نہیں ہوتی، مفتی محمد خلیل مرحوم، مولانا محمد شریف جالندھری، اور مولانا محمد متین خطیب مرحوم پر بہت کچھ لکھنے کو جی چاہتا ہے مگر ہمت نہیں ہو رہی ہے، طبیعت لکھنے کی طرف بالکل نہیں آتی مضمل ہوتی جا رہی ہے، روزانہ کی ڈاک ہی مشکل سے لکھی جاتی ہے، آپ کی دعا سے خیال رہا کہ کچھ لکھوں، طبیعت

متوجہ ہو جائے اور مطلوبہ مضامین لکھنے کی ہمت ہو جائے اس لیے انتظار میں جواب دینے میں بھی تاخیر ہوئی، دعا کا خواستگار ہوں اور دل سے آپ کے لیے دعا گو ہوں۔ والسلام  
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ  
۲۲ ر شوال المکرم ۱۴۰۶ھ

مکتوب (۳۷)

مکرمی عزیزم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
آپ کی دعاؤں سے حضرت مولانا متین الخطیب مرحوم پر مضمون لکھ دیا ہے اور ماہنامہ ”البلاغ“، کراچی شائع کرنے کے لیے اس کی کاپی بھیجی ہے۔ شائع ہونے پر آپ اپنی کتاب ”ذکر متین“ میں شامل کر لیں۔  
اسی طرح سے ”البلاغ“ میں قسط وار مضمون حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ پر چل رہا ہے، اگر مکمل ہونے پر علیحدہ کتابی شکل میں شائع ہو جائے تو بہتر ہوگا۔  
اسی طرح آپ نے حضرت حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب مرحوم پر مضمون اپنی کتاب ”ذکر طیب“ کے لیے لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ حضرت حکیم الاسلام بڑے جامع الکمالات علمیہ و عملیہ شان کے بزرگ تھے، حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے بڑے خلفاء میں سے تھے، ان پر ان شاء اللہ مضمون لکھ کر آپ کے لیے روانہ کر دیا جائے گا۔ دعا کرتے رہیں۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

یکم ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ

مکتوب (۳۸)

عزیزم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
آپ کا خط ملا، والدہ صاحبہ کی وفات کی خبر ہوئی بہت افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ

کی کامل مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں، آمین۔  
 حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ پر مفصل مضمون لکھا ہے جسے ”ذکر طیب“ کا حصہ بنالیں، اس وقت حضرت حکیم الاسلام مرحوم کی نظیر پورے برصغیر میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات عالیہ زیادہ سے زیادہ بلند فرمائیں، آمین۔

آخر میں حضرت مرحوم کو جسمانی تکلیف کے ساتھ ساتھ روحانی اذیت بھی دارالعلوم دیوبند کے اختلاف کے بارہ میں اٹھانی پڑی، امید ہے کہ یہ تمام جسمانی اور روحانی تکالیف حضرت مرحوم کے حق میں باعث رفع درجات آخرت ثابت ہوں گی، اللہ کرے ایسا ہی ہو، آمین۔ والسلام  
 سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ  
 ۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ

مکتوب (۳۹)

عزیزم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 افسوس ہے کہ ۱۹۸۰ء کی دہائی بھی انتہائی عظیم شخصیات کی جدائی کا باعث بن رہی ہے۔ بڑی عظیم علمی و روحانی شخصیات عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی، علامہ شمس الحق افغانی، حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی، حضرت مفتی محمد خلیل مرحوم، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا محمد شریف کشمیری رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر شخصیات ہم سے جدا ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ان حضرات مرحومین کے درجات بلند فرمائیں، آمین۔

امت کا یہ نقصان عظیم ہے۔ مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم کا مکتوب گرامی تلاش کے باوجود نہیں ملا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکابر کے نقش قدم پر چلائے، آمین  
 سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ  
 ۸ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ

## مکتوب (۴۰)

عزیزم حافظ صاحب سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
آپ کی مرسلہ کتب ”ذکر طیب“، ”ذکر متین“، ”سوانح خلیل“ وغیرہ موصول ہوئی  
ہیں، جزاکم اللہ تعالیٰ۔ آپ کی زیر ترتیب کتابوں کے لیے مضامین لکھنے کا ارادہ ہے مگر دیکھے  
بغیر معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس بات کی ضرورت ہے، اگر وہ مسودات بھیج دیے جائیں تو پھر  
اس کے مطابق کچھ لکھ دیا جائے گا، میری طبیعت اچھی نہیں ہے، صحت و عافیت کے لیے دعا  
کرتے رہیں میں بھی دعا کرتا ہوں۔

سب اعزہ و احباب کی خدمت میں سلام مسنون پہنچے۔ والسلام  
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ  
۱۰/رمضان ۱۴۰۸ھ

## مکتوب (۴۱)

عزیز مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان کا سانحہ ارتحال  
تمام علمی و دینی حلقوں کا عظیم حادثہ ہے اور خصوصاً خیر المدارس کا تو بہت بڑا نقصان ہوا ہے،  
ساتھ ہی حرم پاک میں ان کی رحلت پھر حرم پاک ہی میں نماز جنازہ اور جنت المعلیٰ میں  
تدفین یہ سب ان کی عظیم دینی خدمت کا صلہ ہیں اور حق تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔  
مولانا مرحوم نہایت مخلص ترین دوست اور ساتھی تھے نہایت خوش اخلاق، مہمان  
نواز، متواضع، سادگی و انکساری اور عجز و ملنساری میں یکتا درویش صفت انسان اور اہل علم  
کے قدردان تھے، دارالعلوم دیوبند کے فضلاء میں سے تھے، بہترین مدبر و منتظم تھے، حضرت  
مولانا خیر محمد جالندھری مرحوم کے صحیح معنوں میں جانشین تھے۔ حضرت حکیم الاسلام قاری  
محمد طیب صاحب دامت برکاتہم کے خلیفہ مجاز تھے۔ اللہ تعالیٰ درجات عالیہ نصیب فرمائے

اور ان کے اکلوتے فرزند ارجمند مولوی قاری محمد حنیف سلمہ اور دیگر جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں، آمین۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۰ رذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ

مکتوب (۴۲)

عزیزم سید اکبر صاحب سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
حضرت مولانا مفتی محمد خلیل صاحب مرحوم بانی مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ کا  
سانحہ ارتحال علمی اور دینی و روحانی حلقوں کے لیے عظیم سانحہ ہے، ان کی رحلت حرم پاک  
مکہ مکرمہ میں ہوئی اور پھر نماز جنازہ حرم میں پڑھی گئی اور جنت المعلیٰ میں تدفین ہوئی ہے،  
یہ بہت بڑی سعادت ہے۔

مفتی محمد خلیل صاحب مرحوم حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ بانی جامعہ  
اشرفیہ لاہور کے مجاز بیعت تھے اور وہ پوری زندگی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے  
مسلک و مشرب پر سختی سے کاربند رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے صاحبزادگان کو صبر جمیل عطا  
فرمائیں، آمین۔

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

مکتوب (۴۳)

عزیزم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
حضرت مولانا محمد متین الخطیب کے سانحہ ارتحال کا دلی صدمہ ہوا ہے، وہ احقر کے  
نہایت شفیق، مہربان اور بے تکلف استاذ تھے۔ ان کی وفات کی خبر سے ان شفقتوں اور  
عنایتوں کے بہت سے مناظر آنکھوں کے سامنے آ گئے اور بہت سی پرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔  
اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں اور ان کے جملہ

لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ ان کی شخصیت و خدمات پر مضمون لکھ رہا ہوں جو آپ کی خدمت میں ارسال کر دیا جائے گا۔

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

مکتوب (۴۴)

عزیزم حافظ محمد اکبر شاہ بخاری سلمہ! علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
عرصہ سے آپ کا خط جواب طلب رکھا تھا، فرصت کا انتظار رہا اس لیے تاخیر  
ہو گئی۔ آپ کو معلوم ہے کہ ”احکام القرآن“ کا کام ہو رہا ہے۔  
”شیخ الاسلام پاکستان“ اور ”حیات مالک“ پہنچ کر باصرہ نواز ہوئیں، اللہ تعالیٰ  
اکابر کے تعارف کی یہ خدمات قبول فرمائے اور دوسرے سوانح کی طرح قبولیت عامہ سے  
نوازیں، آمین۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ”حیات اختتام“ کی تکمیل کی بھی جلد صورت پیدا فرمادیں،  
اور طبع ہو کر جلد منصہ شہود پر آجائے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے اکابر کے تعارف کی خدمت کا جو سلیقہ عنایت فرمایا ہے  
امید ہے کہ اس کو مزید کارآمد بنائیں گے اور زیادہ سے زیادہ خدمات انجام دینے کی توفیق  
مرحمت فرمائیں گے، آپ کے لیے اور آپ کے بچوں کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا  
کرتا ہوں۔

برخوردار عبدالقدوس سلمہ بھی سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اپنی  
مصروفیات سے مطلع رکھیں گے۔ والسلام

احقر سید عبدالشکور ترمذی

جامعہ حقانیہ ساہی وال سرگودھا

مکتوب (۴۵)

عزیز مکرم حافظ محمد اکبر شاہ صاحب سلمہم اللہ دعا فافہم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل آپ کا خط مع کتاب ”حیات احتشام“ پہنچا، دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو حج مقبول و مبرور کی سعادت سے بہرہ ور فرمائیں اور تمام دینی و دنیوی مقاصد حسنہ میں کامیابی سے ہم کنار کریں، آمین۔

”حیات احتشام“ میں آپ نے جناب مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم کی حیات کے تقریباً تمام شعبوں کا اجمالی طور پر تعارف کرایا ہے، جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجراء یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خصوصی انعام ہے کہ اپنے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ کو خصوصی تعلق حاصل ہے اور ان حضرات کے حالات و سوانح عمری کی عکاسی کا سلیقہ بھی عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق محبت و مودت کو دنیا و آخرت میں نافع اور مفید بنائیں، آمین۔ مولانا مرحوم نظریہ پاکستان اور مسلم و غیر مسلم پر دو قومی نظریہ کے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی اتباع میں سختی سے حامی تھے اور تمام زندگی اسی پر کار بند رہے، ان کی تحریروں اور تقریروں اور انفرادی و اجتماعی خدمات کا محور یہی دو قومی نظریہ تھا۔ اسی بنیادی نظریہ پر مولانا پاکستان کی تحریک اور اس پر نظام اسلام کے اجراء کے لیے ساعی اور کوشاں رہے۔ اور تمام عمر مولانا اسی نظریہ پر عامل اور قائم رہے۔

فضائے زمانہ پر نظر کرتے ہوئے بہت ضروری ہے کہ ایسے علماء کرام کی سوانح اور نظریات سے عوام کو متعارف کرایا جائے اور ان کے عمل و کردار سے عوام کو روشناس کرایا جائے جو نظریہ پاکستان کے نہ صرف داعی بلکہ مدت العمر اس پر عامل رہے اور انہوں نے اسی نظریہ کو پاکستان کی تحریک میں بھی اپنایا اور بقاء پاکستان اور اس کے استحکام کے لیے بھی ہمیشہ اس کو ضروری سمجھا۔ اب پاکستان کے مخالفین نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ وہ ایسے

علماء کرام کی کردار کشی کے درپے ہیں اور ہمارے بعض بھولے بھالے علماء بھی اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو جاتے ہیں کہ اتنی مدت ہو گئی پاکستان کا مقصد قیام نظام اسلام حاصل نہیں ہوا اس لیے یہ تحریک پاکستان ہی بے مقصد تھی اب اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اس لیے ضروری ہے کہ قیام پاکستان اور نظام اسلام کے علمبردار علماء اسلام کے کردار اور نظریات کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا جائے، اسی کی عکاسی آپ کی کتاب ”حیات احتشام“ سے بھی ہو رہی ہے، جو وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حکومت کی بے اعتدالیوں اور بد عملیوں سے متاثر ہو کر اگر ایسے اکابر علماء کرام نے اعیان حکومت پر تنقید کی ہے تو یہ حکومت کو تنبیہ اور سرزنش کے زمرہ میں آتی ہے۔ اس سے ان حضرات کے نظریات کی تبدیلی کا تاثر دینا قطعاً غلط ہے جیسا کہ بعض صحافی لوگوں نے مولانا مرحوم پر یہی تہمت لگانے کی کوشش کی ہے کہ وہ آخردور میں دو قومی نظریہ کو غلط سمجھنے لگے تھے، حالانکہ مولانا مرحوم کے کلام میں غور کرنے سے واضح ہے کہ وہ اعیان حکومت کی غلط کاریوں اسلامی نظام کے سلسلہ میں ان کی بے اعتنائیوں کی شکایت کر رہے تھے، یہ نظریہ کی تبدیلی نہیں ہے بلکہ پختگی ہے کہ جو اس کے خلاف کر رہے ہیں وہ ان کے نزدیک قابل ملامت اور مطعون ہیں۔

اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس کا ذکر علامہ شبیر احمد عثمانی کے خطبہ صدارت لاہور میں بھی بطور خدشہ کے کیا گیا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ پاکستان کے حامی علماء کرام پاکستان میں نظام اسلام کے قیام کی جدوجہد میں مخلصانہ کوششیں کر رہے تھے اور تحریک پاکستان میں ان کی جدوجہد کا مقصد بھی خالصہ یہی قیام نظام اسلام تھا، مگر وہ عمائدین تحریک کی کوتاہیوں اور بد عملیوں سے بھی خالی الذہن نہیں تھے اور ان پر اس سلسلہ میں کلیہً اعتماد نہیں کر رہے تھے البتہ جمہور مسلمانوں سے توقع وابستہ کر رہے تھے کہ ان زعماء اور عمائدین کو بھی وہ اپنی جمہوری قوت اور جذبہ اسلامی سے نظام اسلام کے قیام پر آمادہ اور



مجبور کر لیں گے جس کا قیام پاکستان اور ایک حصہ ملک میں مسلم اقتدار اعلیٰ حاصل کیے بغیر بظاہر اسباب امکان نہیں ہے۔

اب ہمارے جمہور مسلمین اپنے جذبہ اسلامی سے کام لیں ان مغرب زدہ چند نفوس کو اسلامی نظام کے لیے تیار کر لیں تو یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے مگر یہ مقصد ہمارے جمہور کی نظروں سے بھی اوجھل ہوتا جا رہا ہے، وہ بھی معاشیات کے ہی چکر میں پھنس گئے ہیں، اصلی مقصد سے صرف نظر کر لیا گیا ہے۔

مکرر عرض ہے کہ اس وقت نظریہ پاکستان کی حفاظت اور دو قومی نظریہ پر جداگانہ انتخابات کی ضرورت پر زور دینے کی استحکام پاکستان کے لیے سخت ضرورت اور وقت کا اہم تقاضہ ہے، اس کے بغیر پاکستان کا وجود خطرہ میں ہے جس طرح قیام پاکستان کے لیے بھی دو قومی نظریہ اور جداگانہ انتخاب ضروری تھا اسی طرح بقاء اور استحکام پاکستان کے لیے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر جداگانہ انتخاب ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائیں اور وہ دن جلد نصیب کریں جس میں مکمل طور پر نظام اسلام کے قیام کا مژدہ سنا جائے اور تقریباً بارہ کروڑ مسلمان مقصد پاکستان کو حاصل کر کے کامران و کامیاب ہوں، آمین۔

غیر اختیاری طور پر خط طویل ہو گیا ہے اگر مفید ہو تو شائع کرنے کی اجازت ہے۔

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۰ شوال المکرم ۱۴۱۸ھ

ابو حماد قاری عبید اللہ ساجد زید مجاہد

## بزم اشرف کا گوہر

ہر ذی نفس کی موت کا وقت مقرر ہے، اور کوئی جان بھی تمام تر کوششوں کے باوجود اپنی موت کے وقت کو نہ ایک منٹ مقدم کر سکتی ہے اور نہ مؤخر۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے لے کر عام آدمی تک کے لیے سفر آخرت سے مفر نہیں، بس فرق یہ ہے کہ کسی کو پہلے جانا ہے اور کسی کو بعد میں، مومن کی موت اس کے لیے راحت اور ابدی آرام کا باعث اور کافر کی موت اس کے لیے عذاب اور تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔ مومن موت کو خوشی اور فرحت کے ساتھ قبول کرتا ہے اور کافر پر موت دنیا کی سب سے بھاری اور تکلیف دہ چیز ہے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے کہ کافر کی روح قبض کرنے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک کانٹے دار شاخ کو جسم سے نکال کر کھینچا جائے اور مومن کی روح بڑی راحت و سکون سے جسم سے نکال لی جاتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب ان کا وقت مقررہ آتا ہے تو وہ ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے اس وادی میں قدم رکھتے ہیں اور ملک الموت کی آمد کا خوشی کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جو بڑا مسبب الاسباب ہے، جب اسے اپنے کسی بندے سے کام لینا ہوتا ہے تو وہ اپنے فضل و کرم سے اپنے منتخب بندے کو اپنے کرم خاص سے نوازتا ہے اور اس کی تعلیم و تربیت کا ویسے ہی بندوبست کرتا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے اسے اپنے بندوں میں خاص مقام عطا فرماتا ہے۔

حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی بھی ایک ایسی شخصیت تھے، وہ ایک عظیم دینی شخصیت تھے دین و ملت و مشرب تھانویت کی تقویت و مدد کے لیے توفیق الہی سے انہوں

نے نہ صرف پوری امت کے لیے بلکہ اہل پاکستان کے لیے خصوصاً بڑی محنت و لگن سے کام کیا ہے، ان کی تعلیم و تربیت اور ان کی شخصیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب و حالات مہیا فرمائے جن سے ان کی شخصیت کی خصوصی تشکیل ہوئی۔ انہوں نے دعوت حق اور فکر مجدد تھانوی رحمہ اللہ کے فروغ کے لیے رات دن پوری لگن و جاں فشانی سے کام کیا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی کی تعلیمات کی نشر و اشاعت ان کے محاسن کا طغرائے امتیاز تھا۔

موجودہ دور میں جب کوئی اپنے اسلاف کی نشانی دیکھنا چاہتا تو وہ مولانا وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ کی شخصیت کو دیکھ لیتا، اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کی علامت یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں تازہ ہو جائے، حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ کو جس نے بھی دیکھا ہوگا اس بات کا مشاہدہ کیا گیا ہوگا.... بلند شخصیت ہونے کے باوجود سادگی و عجز و انکساری اور تقویٰ کی علامت بنے رہے۔

بندہ کو حضرت سے ۱۹۹۹ء کے سن سے شرف زیارت و ملاقات کی سعادت حاصل ہے، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ بالمقابل چڑیا گھر لاہور میں ہفتہ وار مجلس میں گاہ گاہ زیارت ہوتی رہتی تھی۔ ۲۰۰۱ء میں بعض مخلصین نے حضرت شیروانی کو بندہ کے متعلق کہلوا بھیجا کہ ”قدیم طرز کا جدید معترلی ہے“ حضرت اقدس شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب مدظلہم بندہ کو لے کر حضرت کی خدمت میں جامعہ اشرفیہ لاہور مختصر مجلس صیانت المسلمین میں پیش کیا، اس موقع پر بندہ نے رجوع حق کی تحریر لکھ کر حضرت کو دی۔ حضرت نے ”الصیانتہ“ ستمبر ۲۰۰۱ء کے شمارہ میں ایک ضروری اعلان کے عنوان سے چھاپا۔

اس میں تو کوئی شک نہیں بندہ حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم سے اصلاحی تعلق سے قبل قدیم طرز کا جدید معترلی تھا، حضرت شیخ ڈاکٹر عبدالمقیم مدظلہم نے ایسا برتاؤ فرمایا کہ معترلی کثافتیں دور فرمادیں، بندہ ساری عمر سجدہ میں پڑا رہے حق شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

اکثر دوستوں سے سنا ہے کہ ماسوا خواص کے ہر دفعہ ملاقات پر اس سے پوچھتے کیا نام ہے؟ لیکن بندہ سے معاملہ اس کے برعکس رہا، بندہ نے اکتوبر ۲۰۰۱ء میں پانچ روپیہ ہدیہ پیش کیا، بڑی محبت سے قبول فرما کر بندہ پر احسان عظیم فرمایا اس کے بعد جب بھی حضرت سے ملاقات ہوتی تو فرماتے ”سرگودھا“ والے ہو۔

بندہ نے حضرت شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روح میں ایک سکون و اطمینان دیکھا تھا، وہ ٹھہری شخصیت کے مالک تھے، ان کی گفتگو ہیجان، غصے اور غضب سے خالی تھی۔ مولانا شیروانی مرحوم نے تادم واپسی علم دین کی نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ مجلس صیانتہ المسلمین کی نظامت کا بھی فریضہ سرانجام دیتے رہے، نام و نمود سے کوسوں دور درس و تدریس اور خانقاہی سلسلہ سے عمر بھر تعلق رہا، پوشاک، خوراک بالکل سادہ، مہمان نوازی بھی ان کا ایک خاص وصف تھا۔

مولانا مرحوم کی پیدائش تھانہ بھون انڈیا میں ۱۹۳۳ء میں ہوئی، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قریب میں بچپن گزرا۔ والدین شریفین بھی حضرت حکیم الامت تھانوی کی صحبت سے فیض یافتہ تھے، والد ماجد کا نام مولانا جلیل احمد شیروانی تھا۔

حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی نے صیانتہ العلوم کے نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا، اس ادارہ اہداف میں جہاں درس نظامی، حفظ و ناظرہ اور اصلاح و تربیت تھا وہیں مجلس صیانتہ المسلمین کے مقاصد کو اجاگر کرنا اور آگے بڑھانا بھی ہے۔

حضرت مولانا عبدالدیان سلیمی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے صاحبزادے محترم جناب مولانا بلال اشرف زید شرفہ اس سفر میں مولانا کے معاون و مددگار رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی کے صاحبزادگان کو اپنے والد ماجد کے اس صدقہ جاریہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ڈاکٹر قاری خلیل احمد تھانوی مدظلہم

## توارخ وفات حضرت مولانا محمد صدیق صاحب

شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

- ۱۔ آہ شیخ الحدیث حاجی مولانا محمد صدیق صاحب  

$$۱۴۶۹ + ۱۵۰ + ۳۹۷ = ۲۰۱۶ء$$
  - ۲۔ اطلاع ملک ”موت العالم موت العالم“  

$$۲۰۱ + ۱۲۳۶ = ۱۴۳۷ھ$$
  - ۳۔ جلوہ انوار مولانا محمد صدیق رخصت  

$$۳۰۲ + ۴۲۴ + ۱۲۹۰ = ۲۰۱۶ھ$$
  - ۴۔ نور خانقاہ مولانا محمد صدیق  

$$۱۰۱۳ + ۴۲۴ = ۱۴۳۷ھ$$
  - ۵۔ باب علوم محمد صدیق مدرس جامعہ خیر المدارس  

$$۱۵۱ + ۲۹۶ + ۱۵۶۹ = ۲۰۱۶ء$$
  - ۶۔ صدیق زماں مولانا محمد صدیق پیوستند برحمت حق  

$$۳۰۲ + ۴۲۴ + ۱۲۹۰ = ۲۰۱۶ء$$
  - ۷۔ لقد قال الله عز وجل ، ارجعى الى ربك راضية  

$$۴۵۳ + ۱۵۶۳ = ۲۰۱۶ء$$
  - ۸۔ انما قال الله جل اسمه ، فهو في عيشة راضية  

$$۴۳۴ + ۱۵۸۲ = ۲۰۱۴ء$$
  - ۹۔ لقد قال الله جل علمه ، حسنت مستقرا ومقاما  

$$۵۰۹ + ۱۵۰۷ = ۲۰۱۶ء$$
- خلیل احمد تھانوی، لاہور  
 ۱۴۳۷ھ

ع۔ن۔ت

## تعارف کتب

نام کتاب: ساعۃ باہل حق افادات: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم  
ترتیب: مولانا حبیب اللہ شاہ حقانی صفحات: ۵۷۶ ناشر: القاسم اکیڈمی نوشہرہ  
دارالعلوم دیوبند کے ابناء روحانی نے برصغیر سے انگریز سامراج  
کا بوریا سترسمیٹا اور دارالعلوم حقانیہ کے ابناء نے روس و امریکہ کو ہزیمت سے دوچار کیا۔  
دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ اور استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق  
صاحب قدس سرہ نے اکوڑہ خٹک میں قیام پاکستان کے بعد دارالعلوم حقانیہ کی داغ بیل  
ڈالی۔ حضرت قدس سرہ نے جہاں مجاہدین کی فکری تربیت کی، وہاں بذات خود نفاذ شریعت  
اور شریعت بل کی جنگ بھی لڑی، انہوں نے اپنی یہ وراثت روحانی ابناء کے علاوہ اپنے  
برخوردار مجاہد کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے حوالہ فرمائی جنہوں نے اس کی  
لاج رکھی اور ہر محاذ پر باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

زیر نظر کتاب زیادہ تر ان کی نسبی و روحانی اولاد کے سرخیل، عظیم مجاہد، محدث جلیل  
مولانا سمیع الحق اور ان کے روحانی شاگردوں میں شیخ الحدیث مولانا عبد القیوم حقانی مدظلہم  
کے ملفوظات اور مکالمات اور ان کے درمیان مختلف موضوعات پر ہونے والی گفتگو کا ایک  
یادگار اور بہترین مجموعہ ہے۔ جو دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ بلاشبہ ہر لحاظ سے یہ  
ایک عظیم کاوش ہے، ہر طبقہ کے لیے فائدہ مند اور خاصے کی چیز ہے۔  
قارئین اس کتاب سے ضرور استفادہ کریں۔

مولانا سجاد حسین زید مجرہ

## اخبار الجامعہ

۱۲ جمادی الاول: حضرت صدر جامعہ مدظلہم لاہور تشریف لے گئے اور دارالعلوم الاسلامیہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی۔ ۱۷ حضرت مدظلہم ٹانگو والی ضلع سرگودھا تشریف لے گئے اور جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔ بعد ازاں عصر کی نماز کے بعد جامعہ حقانیہ ساہیوال میں اصلاحی درس ارشاد فرمایا۔ ۱۹ حضرت مدظلہم مدرسہ احیاء السنہ فروکہ تشریف لے گئے اور حفظ قرآن کریم مکمل کرنے والے طلبہ کو آخری سبق پڑھا کر بیان فرمایا۔ ۲۰ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب مدظلہم مختصر وقت کے لیے جامعہ حقانیہ فروکہ روڈ پر تشریف لائے زیر تعمیر جامع مسجد ترمذی کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا، مختصر بیان اور دعا کے بعد حضرت مدظلہم کی واپسی ہوئی۔ ۲۲ حضرت مدظلہم ڈیرہ غازی خان، جام پور، شکار پور اور کوٹ ادو وغیرہ کے تین روزہ سالانہ دورہ پر تشریف لے گئے۔ اس کی تفصیلی روئیداد ان شاء اللہ آئندہ کسی شمارہ میں شائع کی جائے گی۔

۲۶ جامعہ حقانیہ کے صدر مدرس و شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ظفر اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ چھ ماہ علیل رہ کر اپنے آبائی علاقہ ملہوانہ موٹو ضلع جھنگ میں انتقال کر گئے، حضرت مدظلہم نے نماز جنازہ پڑھائی جامعہ کے طلبہ، استاذہ اور اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی، دعا ہے کہ حق تعالیٰ حضرت الاستاذ کے درجات بلند فرمائیں اور ان کے پسماندگان کو صبر و اجر سے نوازیں۔ علاقہ بھر سے عوام و خواص تعزیت کے لیے جامعہ میں آ رہے ہیں۔ مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہم اور حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہم بھی حضرت الاستاذ کی تعزیت کے لیے جامعہ میں تشریف لائے۔

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا کا تبلیغی و اصلاحی

62 واں سالانہ

# جلسہ تقسیم اسناد

بتاریخ: 5/6 شعبان المعظم 1437ھ / 13/14 مئی 2016ء  
بروز جمعہ، ہفتہ

خطبہ جمعہ عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم  
دیں گے۔ نیز بروز جمعہ بعد عصر حضرت مدظلہم کی اصلاحی مجلس  
بھی ہوگی۔ بروز ہفتہ بعد نماز ظہر حضرت علامہ محمد عبدالغفار  
تونسوی مدظلہم کا خطاب ہوگا۔ بعد نماز عشاء فارغ التحصیل طلبہ  
کی دستار بندی ہوگی اور علماء و مشائخ خطاب فرمائیں گے۔

الداعی الی الخیر: (محرف سید عبد القدوس نرمنی غفرلہ عنہ) جامعہ ہزار